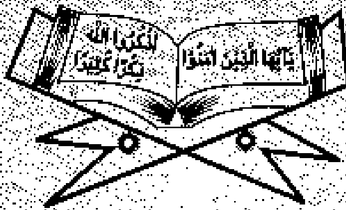

اسیری

میں

اہل اللہ کی صحبت

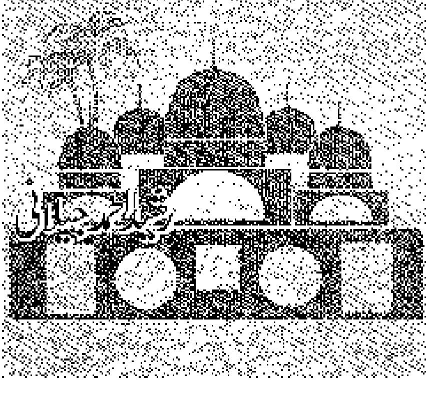

سقوطِ ڈھاکہ 1971ء کے بعد

بھارت میں مقید پاکستانی جنگی قیدیوں

کے اسلامی تصوف سے متعلق ایمان افروز واقعات

آج بھی ہو جو ابراہیمؑ سا ایماں پیدا

اللہ

آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ

نام کتاب:۔ اسیری میں اہل اللہ کی صحبت

مصنف:۔ رشید احمد جیلانیؔ

معاون:۔ محمد راشد صدیق

کمپوزنگ:۔ اسد لیزر گرافکس میونسپل شاپنگ پلازہ بہاول نگر

مطبع:۔

طبع:۔ بار سوئم

تعداد:۔ ایک ہزار

صفحات:۔

تاریخ اشاعت:

زر تعاون:۔

پتہ

رشید احمد جیلانیؔ

مدینہ ٹاؤن احسن منزل بہاول نگر

پس از سی سال ایں نکتہ محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خُدا بودن بہ از تختِ سلیمانی

حضرت خاقانیؒ

اسیری میں اہل اللہ کی صحبت

اہل اللہ کی صحبت مُردہ دلوں کیلئے اکسیر

اور

زنگ آلودہ قلب کیلئے صیقل کا کام کرتی ہے۔

یاد رکھیے!

شریعت مصطفویؐ پر عمل کے بغیر

قربِ الٰہی کی نعمت کا حصول ناممکن ہے

اور

یہ عمل کی دولت اہل اللہ کی صحبت سے میسر آتی ہے۔

انتساب

اس مردِ آھن اور بحرِ بیکراںؒ کے نام

جو اس چودھویں صدی کے گھٹا ٹوپ اندھیاروں اور طوفانی ظلمتوں کے خلاف علمِ توحید کی مشعل لے کر اٹھا اور حق و باطل کے درمیان ایک آہنی دیوار بن کر، اپنی مسلسل کاوشوں اور کٹھن جدوجہد کے بعد نورِ اسلام کی شمع روشن کی اور تصوف و سلوک پر گامزن ایک ایسی لازوال جماعت تیار کر کے پوری دنیا میں پھیلا دی۔ تاکہ قیامت تک مخلوق خدا کو، کفر و الحاد اور مکر و فریب کے حربوں سے بچایا جا سکے۔ ایسی ہستیوں کا نام ہمیشہ کیلئے پوری کائنات میں زندہ و تابندہ رہتا ہے۔

ناچیز اپنی اس حقیری سی کوشش کو عارف باللہ صدیق دوراں مجددِ اعظم اور شیخ طریقت و شریعت حضرت مولانا اللہ یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس سے منسوب کرتا ہے اور خدائے بزرگ و برتر کے حضور دعا گو ہے،

اے اللہ کریم تو ان کی آخری آرامگاہ کو اپنے نور سے بھر دے اور اس جماعت کو ساری دنیا کے نفوس تک اپنا پیغام پہنچانے کی وسعت و ہمت عطا فرما۔

اور ہم سب کو ایک اور نیک بنا کر صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

﴿حرف اولین﴾

اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اپنی قدرت وحکمت کے اظہار کے لئے وقتاً فوقتاً ایسے عجیب وغریب معجزانہ واقعات رونما فرماتے ہیں کہ انسان اپنی محدود عقل وخرد کے باعث ان میں پوشیدہ حکمتوں کا پوری طرح ادراک کرنے سے اپنے آپکو عاجز پاتا ہے۔ کچھ ایسے ہی واقعات افواج پاکستان کے اسیران کے ساتھ ''گیا کیمپ'' (بھارت) میں پیش آئے۔ اگرچہ بہ ظاہر وہ کفار اور دشمنان اسلام کے خاردار تاروں بلکہ جالوں کے اسیر تھے، مگر باطنی طور پر وہ مشائخ اور صوفیائے کرام، بالخصوص سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرنگرانی، روحانی تربیتی کیمپ میں اجتماعی ذکر کے فیوض وبرکات سے مستفید کئے جانے کیلئے محصور ومقید تھے۔ دستور چلا آتا ہے کہ جب کبھی کسی بندہ کیلئے کوئی خاص مرتبہ مقدر ہوتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے حاصل نہ کرسکتا تھا، حق تعالیٰ شانہٗ اس کے حال کو کسی بلا میں مبتلا کردیتے ہیں۔ اس غم واندوہ سے نفس کو تکلیف تو ضرور ہوتی ہے لیکن یہ روح میں نور پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اسی لئے اکابر کا کہنا ہے کہ مصیبت حالاً تو مصیبت ہی ہوتی ہے مگر مآلاً یہ نعمت ہے۔ چنانچہ ہمارے اسیران کا یہ مجاہدہ اگرچہ اضطراری تھا لیکن نتائج کے اعتبار سے یہ اجر اور خیر کثیر سے خالی نہ رہا۔ اس ابتلاء وآزمائش میں کئی دینی ودنیوی منافع ومصالح مضمر تھے۔

خالق کائنات ہر انسان کی مناسبت اور استعداد سے باخبر ہے اور اپنی حکمت سے اسی کی مناسبت سے فیض پہنچاتا ہے۔ قرآن حکیم ہمیں بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کو کس طرح اپنی قدرت کاملہ اور تدبیر لطیف سے ان کے بھائیوں کے چنگل سے نجات دے کر اور کنوئیں کی قید تنہائی سے نکال کر عزیز مصر کے محل میں پہنچا دیا تاکہ وہاں پیش آنے والی آزمائشوں کے سبب آئندہ ترقیات اور سر بلندیوں کا پیش خیمہ ہو اور سرداران مصر کی صحبت میں رموزِ سلطنت کا کامل سلیقہ و تجربہ بھی حاصل ہو جائے۔ چنانچہ حالات اسیری شاہد ہیں کہ حضرت احسن بیگ صاحب مدظلہ العالی نے بھی اس روحانی تربیتی کیمپ میں ''یوسف ثانی'' کا کردار ادا کیا۔ ظاہری طور پر تو افواج پاکستان کے اسیران افسران کو حلقۂ ذکر میں شامل کر کے تزکیہ قلوب کا درس دیا جا رہا تھا۔ مگر اس عمل خیر کی باطنی حکمتیں تو اس وقت آشکارا ہوئیں جب ایک دور افتادہ مقام چکڑالہ (پاکستان) میں قیام پذیر، یادِ الٰہی میں ہمہ تن مصروف اللہ کے ایک محبوب بندہ نے، جو نہ صرف ایک عظیم ''معلم روحانی'' تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے ''صدیق دوراں'' مجددِ طریقت، مجتہد فی التصوف، عالم ربانی، عارف باللہ، شیخ المشائخ امام اولیاء اور شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ بھی تھے، اس راز سے خود پردہ اُٹھا دیا کہ اس سارے سلسلہ قید بند کا ایک اہم سبب حضرت احسن بیگ صاحب مدظلہ العالی کی ذات گرامی تھی۔

حضرت شیخ مکرم امام اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بڑی مستجاب الدعوات ہستی تھے، خود فرمایا کرتے کہ اللہ کریم نے مجھے جن خصوصی انعامات سے نوازا، ان میں سے ایک یہ کہ مجھے مستجاب الدعوات بنایا۔ چنانچہ یہ آپ ہی کی تربیت روحانی کا فیض اور دعاؤں کا کرشمہ ہے کہ بارگاہ رب العزت اور دربار نبویؐ سے شیخ سلسلہ کی وفات کے بعد اس جماعت ''اخوۃ السالکین'' کی سرپرستی اور رہنمائی کیلئے نظر انتخاب حضرت محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ العالی کیلئے مقدر ہو چکی تھی۔ چنانچہ شیخ مکرمؒ نے بھی اس عظیم منصب کی ذمہ داریوں سے بہ احسن طریقے عہدہ برآ ہونے کیلئے آپکی تربیت پر خاص توجہ

فرمائی۔ آپکو کبھی صاحب مجاز بنا کر آزمایا، کبھی ''قطب الابدال'' کا تاج زریں پہنایا اور کبھی ''قطب مدار'' کے منصب عالی کیلئے دست بہ دعا ہوئے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب آپ مدظلہ العالی اسیران کے کیمپ میں سے حضرت شیخ مکرمؒ کی براہ راست نگرانی اور راہنمائی میں ایک بڑی جماعت کو راہ راست پر لاکر دین محمدیؐ کی ایک فوج تیار کرنے میں کامیاب ہوگئے اور آپکی اعلیٰ صلاحیتیں نکھر کر اُجاگر ہوگئیں تو شیخ مکرمؒ نے بھی آپ کو ''کاملیت'' کی سند عطا کرنے میں دیر نہیں لگائی اور نہ ہی بخل سے کام لیا۔ بلکہ بھرپور ہمت افزائی فرمائی۔ آپ نے فرمایا ''اس وقت آپ لوگوں کا مرشد و شیخ وہادی و پیر طریقت وہی ہے''۔

(مکتوب مورخہ ۲۷/۱۰/۱۹۷۲ء بنام کیپٹن خالد حسن صاحب)

اس اظہار پر ابلیس لعین کے پیٹ میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ فوجی افسران اسیران کو بہکایا۔ چنانچہ انہیں تاکید کی گئی۔ ''آپ لوگوں کو یہ فوج کی افسری کہیں خدا سے دور نہ کر دے۔ اس ابلیس لعین نے بڑے بڑے پہلوان گرائے ہیں۔ خاص کر اس کی نگاہ ان لوگوں پر ہوتی ہے جو زیادہ خدا والے ہوتے ہیں..... لہٰذا میجر احسن بیگ کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا''۔

(مکتوب جنوری ۱۹۷۳ء بنام کیپٹن ہاشم صاحب)

مگر ابلیس دام فریب دینے سے کب چوکتا ہے۔ اس نے ان کو پھر اُکسایا کہ اپنے اس ''مرشد'' سے کاملیت کا سند کے طور پر کوئی کرامت تو طلب کرو!

ظاہر ہے اسیران افسران کی حرکات اور مزید تربیت کی اس کوتاہ بینی پر شیخ مکرمؒ کو صدمہ پہنچا۔ چنانچہ شیخ مکرمؒ نے بھی اپنے اس ہونہار شاگرد کی صلاحیتوں کا چرچا عام کر دیا۔ جو بذاتِ خود ایک روایت کے مطابق بارگاہِ الٰہی میں اس کے ''محبوب'' ہونے کی ایک واضح نشانی ہے۔ آپؒ نے تحریر فرمایا۔

"جو شخص عالمِ خاکی سے نکال کر، عالمِ ملکوتی سے بھی نکال کر عالمِ برزخ میں سے کر، دربارِ رسالتؐ میں پیش کر دیتا ہے۔ میدانِ حشر بھی دکھاتا ہے اس کی کاملیت میں شک وشبہ کرنا، پھر بھی اس سے کرامت طلب کرنا، حماقت نہیں تو کیا ہے"۔ (مکتوب مورخہ ۳ ۷ر ۷ر۱۱ بنام کرنل مطلوب حسین صاحب)

ایسا مطالبہ کرنے میں یہ اسیران افسران شاید کسی حد تک حق بجانب بھی تھے۔ عوام تو بس حسّی کرامت ہی کو جانتے ہیں اور اسی کو معیارِ کمال شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کے برعکس بقول حضرت مولانا تھانویؒ کہ اولیاء کاملین نے تو مرتے وقت تمنا کی ہے کہ کاش دنیا میں ہماری کوئی کرامت صادر نہ ہوتی تاکہ اس کا بھی اجرآخرت میں ملتا۔ اس لئے شیخ مکرم امام اولیاءؒ کا یہ ارشاد قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے کہ "دراصل اولیاء اللہ کی سب سے بڑی اور عظیم کرامت شریعت کی کامل اتباع، اس پر استقامت اور خلاف شرع امور سے بچ کر رہنا ہے"۔ (دلائل السلوک)

ان کی یہ کرامت جب ماحول پر اثر انداز ہوتی ہے تو اللہ کی مخلوق جو خدا سے دور ہو چکی ہوتی ہے، اس کی کشش سے اللہ کے ذکر اور اللہ کی عبادت کی طرف کھنچی چلی آتی ہے اور ان کے قلوب میں یقین اور ایمان کی شمعیں روشن ہونے لگتی ہیں۔

لہٰذا اس غلط سوچ کو زہر قاتل قرار دیتے ہوئے اس کے بُرے نتائج سے حضرت شیخ مکرم امام اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے رفقاء کو بار بار آگاہ فرمایا اور متنبہ کیا۔

"ایسا نہ ہو کہ کسی کو اپنی کرنیلی، میجری، کپتانی کا خیال ہو۔ دریں راہ فلاں بن فلاں چیز نیست، بلکہ ایسا شیخ مل جائے تو اس کی جوتی کی دھوڑ (خاک) بن جائے۔

چنیں یارے کہ یابی خاک اُو شو — اسیرِ حلقۂ فتراک اُو شو

نیز ارشاد فرمایا "صحبت بیگ تریاق خیال کرنا، آپ لوگوں کو جو ملے گا وہ

صحبتِ بیگ سے ملے گا۔ (جن پر بیگ راضی ان پر تمام مشائخ راضی، جن پر بیگ ناراض تمام مشائخ ان پر ناراض، بلکہ خدا اور رسول ﷺ بھی ناراض .... مسئلہ سلوک میں"۔ (مکتوب مورخہ ۳/۷/۱۱ بنام میجر غلام سرور صاحب)

یاد رہے کہ یہ تو آج سے ۱۶، ۱۷ سال پہلے کی باتیں ہیں۔ جب سے اب تک تو آپ نے کمالات کے کتنے ہی اور منازل طے کیے ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ "نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"۔

حضرت شیخ مکرمؒ کی تربیت اور شفقت نے حضرت احسن بیگ صاحب مدظلہ العالی کو ہیرا اور موتی بنا دیا۔ ظاہر ہے کہ شاگردِ رشید کی سیرت کا ہر نقش، اس کی نقاش کی مہارت کا امین ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ اللہ کے رنگ سے رنگین، تابندہ و مہکتا پھول بھی اپنے "مالی" کی صلاحیتوں اور عظمتوں کی نشاندہی کر رہا ہے۔ لیکن یہ راز بھی اب کوئی راز نہیں رہا کہ یہ سعادت ابدی، اللہ اور اللہ کے رسول (ﷺ) کی محبت سے محروم دلوں کو اور شریعت و سنت کی کامل اتباع کے بغیر کبھی کسی کو نصیب نہ ہو سکی۔

آخر میں رفیق محترم مصنفِ موصوف کی خدمات کا اعتراف بھی ضروری ہے، جنہوں نے اپنی یادداشت سے یہ گوہر نایاب چنے۔ یہ ان کے خلوص اور شیخ مکرمؒ سے عقیدت کا ثمر ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو آپ کیلئے توشۂ آخرت بنا دے۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

لاہور بتاریخ ۶ اپریل ۱۹۹۰ء
جمعۃ المبارک

محتاجِ کرم
محمد حبیب الرحمٰن صدیقی
بی اے، ایل ایل بی

گذارش نامہ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ ط

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن

بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے

جی چاہتا ہے در پے اسی کے پڑے رہیں

سر زیر بار منتِ درباں کیے ہوئے

ہر انسان ایک جیسے تجربے سے گزرنے کے باجود اپنی اپنی فہم اور سوجھ بوجھ کی استعداد کے مطابق تجربات و مشاہدات اور تخیلات جمع کرتا ہے اور ایک ہی سفر حیات سے گزرنے والے مسافر اپنے اپنے خیالات اور نظریات کے زاویوں سے الگ الگ اپنا اپنا سفر نامہ بیان کرتے ہیں۔

یوں تو کئی ہزار جنگی قیدیوں کے حالات زندگی کا آغاز بھی ایک تھا اور انجام بھی ایک۔ لیکن حالات اسیری میں ان سب کی سوچ اور منزلیں جدا جدا تھیں۔ ناچیز بھی اپنی بساط کے مطابق اپنے قلم کا رُخ اپنی سوچ اور اپنی منزل کی طرف کرتا ہے۔ کیونکہ اس مختصر سی مسافت کے بعد ایک بہت بڑا سفر سامنے موجود ہے۔ ہزاروں سالہ برزخی زندگی، پھر یوم حساب کا ایک دن جو تقریباً پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا اور پھر اس کی منزل جنت یا دوزخ اور ہر انسان نے ان دونوں میں سے کسی ایک منزل پر پہنچ کر قیام پانا ہے۔ ایسا قیام جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

ان دونوں منزلوں یعنی جنت یا دوزخ کے قیام میں ایک پُر لطف اور دوسرا

پُرخطر ہے۔ فیصلہ آپ قارئین کرام نے خود کرنا ہے کہ کونسی منزل آپ کو اپنے لئے درکار ہے۔

پہلی منزل: یعنی جنت کے لئے اہل اللہ کی صحبت کی کلفتیں اٹھا کر ادب واطاعت اور عقیدت کی خشکیاں جھیلنا ہوں گی اور راہِ حق یعنی سنت رسول اللہ ﷺ پر مسکراتے ہوئے چلنا ہوگا۔

دوسری منزل: یعنی دوزخ ہے جو اپنی من پسندی، بے راہ روی، بے پرواہی اور حلال وحرام میں تمیز کئے بغیر نفس امارہ کی اطاعت کرنے والے کا انجام اور مقام دہکتی ہوئی دوزخ ہاویہ ہے۔

مول لے سکتے ہو تم اگر چاہو تو دنیا کے مزے
ساز و ساماں بھی مل سکتا ہے عقبیٰ کیلئے
یہاں جس چیز کی حاجت ہو ملا کرتی ہے
یہیں جنت یہیں دوزخ بھی بکا کرتی ہیں
لے لو جی بھر کے تمہیں جو چیز پسند آئے یہاں
کیونکہ اٹھنے والا ہے بہت جلد یہ بازار جہاں

☆

(**رشید احمد جیلانی** بہاولنگر)

مشرقی پاکستان کی ایک جھلک

جب ہم ڈھاکہ پہنچے؟ تو وہاں کے قدرتی دلفریب مناظر نے بہت متاثر کیا۔ کسی جگہ کھڑے ہو کر دیکھتے تو وہاں کی سُرمئی شام میں ہولے ہولے چلنے والی باد نسیم، ایک ہمدرد ساتھی کی طرح سرگوشیاں کرتی، سیر کیلئے نکلتے تو پھلوں سے لدی ٹہنیاں جھک کر سلام و پیام عرض کرتیں۔ کہیں بیٹھنے کو جی کرتا تو وہاں کی اُلفت بھری دھرتی سبز قالین بچھا دیتی اور اگر گرمی کے موسم میں سایہ کی ضرورت پڑتی تو تن آور اور گھیرے ہریالے درخت چھتری تان دیتے غرضکہ یہاں کا پتا پتا اور ٹہنی ٹہنی رنگینی فطرت اور پیامِ اُلفت کی پیامبر نظر پڑتیں۔

کٹھل سے لے کر ناریل تک اور لیچی سے لے کر اناناس تک ہر شے میں نقشِ قدرت دکھائی دیتا۔ یہاں کی دور دور تک پھیلی ہوئی ریشہ دار مخملی گھاس گویا قدرت کی طرف سے لمبے لمبے صوفے حدِ نظر تک بچھے دکھائی دیتے۔ جو تھکے ماندوں کو دعوتِ تسکین فراہم کرتے نظر آتے۔ رات کو آسمان کی طرف دیکھتے تو بادلوں میں چھپتا، چھپاتا قمر، ہلال و بدر کی سی آنکھ مچولیاں کرتا نظر آتا۔ پانی سے لدے بادل اِدھر سے اُدھر ہر وقت دوڑتے پھرتے کبھی ہلکی ہلکی بوندا باندی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب کچھ جل تھل، پھر یکا یک سورج بادشاہ پہلوانی داؤ لگا کر کالے بادلوں کو دھوبی پٹڑا مار کر گرا دیتا ہے اور برستے ہی میں اتنی سخت گرم تپش لوگوں پر پھینکتا ہے کہ جسم جل اُٹھتے ہیں۔ ایسے میں وہاں کے باسی فوراً اپنی بغل سے چھتری نکال کر تان لیتے ہیں۔ بہر حال اسی طرح کے داؤ پیچ تمام دن ہوتے دکھائی دیتے ہیں اور لوگ اس طرح لطف

اندوز ہوتے جیسے کسی بڑے اکھاڑے میں پہلوانوں کی باہم تہ و بالا کشتی دیکھ کر تماش بین حضرات تالی بجا بجا کر خوش ہوا کرتے ہیں۔ الغرض یہاں کی ہر شام، ہر رات ہر صبح اور ہر دو پہر انمول سے انمول منظر پیش کرتے نظر آتے۔ جنہیں لفظوں میں سمونا بہت مشکل ہے۔

ایک المیہ: ہمارا وطن پاکستان صحیح سلامت تھا۔ دونوں تنومند بازوؤں کے ساتھ جن کی قوت پر ہمیں بھروسہ تھا۔ ہمیں ناز تھا ایک مشرقی اور دوسرا مغربی یک جان دو قالب دونوں ایک تھے۔ ایک ہی دھڑکن اور ایک ہی مستقبل کے راہی تھے۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتے ایک المیہ رونما ہوا۔ اس تنومند جسم کا ایک بازو کٹ گیا۔ زخم ایسا کاری تھا کہ طورخم سے لے کر کراچی اور چمن سے لے کر بہاول نگر تک پھیلی ہوئی اس صحت مند قوم کا ہر شخص تڑپ اُٹھا اور مشرقی پاکستان تو سارا کا سارا شدتِ کرب سے بلبلا اُٹھا۔ نشیمن پر بجلی گری، ایسی گری کہ آشیانہ جل گیا اور عجب یہ کہ وہ آسمانی بجلی نہ تھی۔

کہیں اِدھر اُدھر ہی سے آئی اور نشیمن کو خاکستر کر گئی۔ یہ سب کچھ ہو جائے گا.....

ہم نے کبھی سوچا تک نہ تھا کہ یہ گنگناتے مانجھیوں اور منہ زور دریاؤں کی سرزمین پاک، یہ ہمارا ریشمی پٹ سن کا سنہرا دیش یہ چاء کی چاہت والی دھرتی جہاں پیار و محبت کی نغمگی میں ایک حسین اور بہادر قوم کا پُر رعب چہرہ نظر پڑتا تھا۔ جہاں سے تحریکِ پاکستان کی ابتداء ہوئی تھی۔ جنکی زندگیوں میں اسلام کی جھلک تھی...... وہ قوم آج نفاق کے سبب ویران ہو گئی تھی۔

﴿ابتدائیہ﴾

یہ جنوری ۱۹۶۸ء پشاور چھاؤنی کی بات ہے کہ ان دنوں ناچیز پاک آرمی کی ایک ٹینک رجمنٹ میں سروس کرتا تھا۔ ایک دن رجمنٹل کوارٹر گارڈ کمانڈر کی حیثیت سے ڈیوٹی پر تھا کہ رجمنٹ ہذا کے ٹرم پیٹر و دفعدار میجر صوفی علی شیر صاحب اپنی اُجلی اور رنگیلی وردی میں ملبوس، معمول کے مطابق پریڈ ڈس مس بجانے کیلئے کوارٹر گارڈ پر آئے اور اپنی کاروائی تمام کر کے ناچیز کے قریب بیٹھ گئے اور صوفیانہ انداز میں کہنے لگے...... کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کو میں لاہور کے قریب قصور روڈ پر نقیب آباد لے چلوں وہاں میرے پیر صاحب ہیں اور وہ ذکر قلبی خفی کراتے ہیں۔ جس سے انسان منازل سلوک طے کرتا ہے وغیرہ۔ ناچیز کیلئے یہ تلفظات بڑے انوکھے تھے کہ قلبی خفی اور منازل سلوک مگر ایک کمانڈر کی حیثیت سے اپنی برتری کو قائم رکھتے ہوئے ناچیز نے جواباً کہا! کہ اگر پیر صاحب کے پاس جا کر علم حاصل کیا تو کیا کیا...... "کمال تو تب ہے کہ کامل اپنے کمال سے از خود ہمیں تربیت دینے کیلئے ہمارے پاس آ کر سلوک کی منزلیں طے کرائے"۔ اس بات پر صوفی علی شیر صاحب ہنس دیئے اور کہنے لگے مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ ضرور ان اشغال میں داخلہ لو گے، ورنہ کسی اور سے یہ بات آج تک میں نے کیوں نہ کی وقت نے کروٹ لی۔ حالات پلٹے......اور اپنی پوری ٹینک رجمنٹ میں سے صرف ناچیز ہی اکیلا ایک خاص ڈیوٹی پر مشرقی پاکستان کے شہر ڈھاکہ پھر سلہٹ پہنچا......اور سرکاری احکامات کی بجا آوری کرتے کرتے، چرخ کہن گھوما پھر حالات نے ایک اور پلٹا کھایا......تو مقام ذکی گنج ضلع سلہٹ مشرقی پاکستان سے

بھارتی شہر کریم گنج، بدر پور، اگرتلا، دھرما نگر، کلکتہ اور پانا گڑھ سے گیا شہر بذریعہ فوجی موٹر ہیلی کاپٹر اور ریل پہنچا دیا گیا۔ جہاں ایک مشفق و شفیق اور اس وقت کے ولی کامل سے تربیت تصوف و سلوک پانا مقدر ہو چکا تھا اور ایسا ہی ہوا۔ رب کائنات نے دنیاوی تمام اشغال ختم کرا کے صرف اپنی یاد کیلئے مقرر فرمالیا۔

نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا

رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں ہوں رہزن کو

اور اس کی باطنی تربیت کیلئے ایک استادِ کامل سے کمال یافتہ اور منجھا ہوا شاگردِ رشید از خود ہمیں تصوف و سلوک کی تربیت ذکر قلبی خفی اور منازل سلوک طے کرانے کیلئے سامنے آ کر اس کے عنوان سے تعارف کراتا ہے۔ تو ماضی کی وہ باتیں جو جناب صوفی علی شیر صاحب سے پانچ سال قبل ہوئیں تھیں۔ حقیقت بن جاتی ہیں اور اس کمال یافتہ کو بلا چوں چراں قبول کر لیا جاتا ہے۔

معلوم کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ آپ کا عہدہ نام اور نسبت ...... میجر محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ العالی ہے اور آپ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ کامل حضرت مولانا اللہ یار خاں صاحب" موضع چکڑالہ ضلع میانوالی کے خاص شاگردِ عزیز ہیں اور اس طرح اللہ کریم نے درسِ تصوف سلوک جو آج کل نایاب ہے۔ اسے اسیران ہند کی باطنی تربیت کیلئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے اور آپ حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی مشرقی پاکستان میں صرف قیدیوں کی تربیت کیلئے بہانہ قید ہو کر آخری جہاز میں آتے ہی مقید ہوئے تا کہ حکم ربی پاکستانی جنگی قیدیوں کی رشد و ہدایت کا سبب بن سکے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

گیا کا چناؤ

ساری دنیا نے دیکھا کہ آندھیاں چلیں، طوفان برپا ہوئے اور وہ سب کچھ ہوگیا جو نہ ہونا چاہیے تھا۔ حتیٰ کہ پاک فوج کو بھی اپنے ہتھیار ڈال کر مکار ہنود کے دام فریب میں آنا پڑا، اور محصور ہو کر قید طویل کاٹنا پڑی۔

ادھر باطنی معاملات میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق ہو کر روحانی تربیت کرانا منظور و مقصود ہو چکا تھا اور اس روحانی تربیت کیلئے بھارت کے صوبہ بہار کے شہر ''گیا'' کا چناؤ ہوا...... جو حضرت شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی تبلیغ کا ابتدائی اور اختتامی مرکز رہ چکا ہے اور اس باطنی تربیت کی عملی ذمہ داری صدیق دوراں اور شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ حضرت مولانا اللہ یار خان صاحبؒ کے شاگردِ خاص وخلفاء مجاز اور پاک فوج کے ایک باشرع آفیسر جناب میجر محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ العالی کو ملی۔ جسے آپ مدظلہ العالی نے اس کٹھن گھڑی یعنی دشمن کی کال کوٹھڑی میں ہوتے ہوئے اس پیامِ حق کو نہ صرف پاکستانی فوج وعوام بلکہ ہندو، سکھ اور عیسائیوں تک بخوبی اور بلا جھجک پہنچایا۔ گویا فرعونی دربار میں اعلان موسوی۔

آغاز روحانی تربیت

اسیری کی ایک ابتدائی صبح تقریباً نو بجے ہم چند ساتھی حصار خاردار کے قریب کھڑے تھے کہ سامنے والی فوجی بیرک سے تین پاک آرمی آفیسر (حضرت بیگ مدظلہ صاحب، کرنل فتح صاحب، کیپٹن امان شاہ صاحب) تشریف لائے اور قریب آ کر ہم سے مخاطب ہوئے۔ اس وقت ہمارے اور ان کے درمیان تقریباً پانچ فٹ چوڑی حصار خاردار تھی۔ ان حضرات نے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی تشریف فرما ہوئے۔ اتنے میں ہمارے مزید ساتھی بھی جمع ہو گئے دعا سلام ہوئی۔ کچھ خاموشی کے بعد ہم سب سے جناب حضرت بیگ صاحب مدظلہٗ یوں گویا ہوئے کہ ہلکے تبسم کے کلام کے ساتھ پھول برستے تھے۔ آپ نے سب ساتھیوں کی خیریت پوچھنے کے بعد ہم سب کو بالترتیب صحیح وضو کرنے کا طریقہ اس انداز سے بتایا کہ سینے میں اتر گیا اور پھر نماز کی ترکیب اور تاکید فرمائی اور آخر میں سب کو دلاسہ دیا کہ "گھبراتا نہیں یہ سب کچھ حکم الٰہی سے ہوا ہے۔ یہاں ہمارا آنا بھی مصلحت غیبیہ میں سے ہے۔ اللہ کریم بہت بڑے رحمٰن اور رحیم ہیں وہ ضرور ہم پر رحم و کرم فرمائیں گے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ایک اہم اعلان میرے پاس ہے جو آج شام بعد نماز عصر سنایا جائیگا اور یہ اعلان اہل ذوق حضرات کیلئے ہوگا۔ لہٰذا صاحب ذوق حضرات عصر کے بعد ضرور تشریف لاویں۔ آپ یہ کہنے پائے تھے کہ بھارتی مسلح فوجی پہریداروں کی گارڈ نے ہمیں باہم گفتگو سے روکا۔ مگر حضرت بیگ صاحب مدظلہٗ کے پُرکشش اور بارعب فقرہ نے انہیں محبوس کر دیا آپ نے فرمایا کہ "ہم اپنے مذہب کی

باتیں کر رہے ہیں جن کو تم بھی سن سکتے ہو۔ خدا تعالیٰ تمہیں بھی ایمان دے"۔ ان کیلئے یہ فقرہ ایک حکم بھی تھا اور دعا بھی۔ حکم یہ تھا کہ آئندہ سے ہم باہم مل کر اور کھل کر باتیں اور ذکر فکر کیا کریں گے اور ایسا ہی ہوا کہ وہ ہمیں اس گفتگو سے نہ روک سکے...... اور دعا یہ تھی ...... کہ خداوند کریم تمہیں بھی ایمان دے۔ آخر کار وہ اسلام کے شیدائی ہوئے اور غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھوں بھارتی وردی میں دوران ڈیوٹی کلمہ طیّبہ پڑھا اور اسلام کے قائل ہوئے اور اکثر اتنے معتقد ہوئے کہ ہر تکلیف و بیماری میں دم کراتے گئے اور شفا پاتے گئے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

حتیٰ کہ گیا شہر کے قرب و جوار کے مرد و زن بوڑھے اور جوانوں کو صرف ایک بوتل پانی پر حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی کا دم کرانے کیلئے نہ جانے کتنے ہندو اور سکھ سپاہیوں کی منت سماجت کرنا پڑتی اور قطار بنا کر کیمپ کے باہر سارا سارا دن کھڑا ہونے پر گذار دیتے۔ کوئی ترس کھانے والا ہندو یا سکھ فوجی ان کی بوتل چھپ چھپا کر لا کر آپ سے دم کراتا تو باذن اللہ اس کو شفا ہو جاتی اور وہ چہکتا ہوا سارے گاؤں سارے ضلع اور پورے بھارت میں اسلام کی سچائی کا ثبوت دیتا پھرتا اور اپنے آپکو ملامت کرتا کہ کاش میں بھی مسلمان ہوتا۔

شورش عندلیب نے روح چمن میں پھونک دی
ورنہ یہاں کلی کلی مست تھی محو خواب میں

بعد عصر کا اجتماع

انتظار کی گھڑیاں واقعی طویل ہوتی ہیں۔ دن گذرا، نماز عصر پڑھی اور ساتھی جمع ہونا شروع ہو گئے۔ ایک اہم اعلان سننے کیلئے۔ اتنے میں حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی نے اپنی پُر اثر زبان مبارک سے ذکر قلبی خفی کا طریقہ اور فوائد بیان فرمائے اور بعد نماز مغرب اور وقت تہجد ذکر فکر خود کرانے کا اہم اعلان سنایا اور اس کے بابت دیگر ہدایات فرمائیں۔ جو ہر ساتھی سامعین کے دل میں اترتی گئیں۔ اس اعلان کے بعد سے ذکر قلبی اسم ذات کا کھلے طور پر آغاز ہوا۔ آپ کی رہائشی بیرک درمیان میں تھی اور اس کے چہار جانب دیگر بیرکیں تھیں۔ آپ اپنی بیرک سے چاروں اطراف والی بیرکوں میں مقیم ساتھیوں کو ذکر اللہ کراتے پھرتے۔ آرام کا نام ونشان مٹا دیا۔ مسلمانوں کے قلوب زندہ ہونا شروع ہو گئے۔ لوگ دین الٰہی کی طرف پلٹنے لگے۔ قید و بند کی صعوبتوں میں قرار و سکون آنے لگا۔ پریشانیاں ختم اور اطمینان قلب حاصل ہوا۔ مُسبّب الاسباب نے راحت کا سبب مہیا فرمایا۔ اہل اللہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ قلوب میں جلا ہوئی اور بے اختیار منہ سے نکلا واہ میرے مالک تیری تو ہی جانے۔

اب دیکھیے جو داغ کو وہ داغ ہی نہیں

سب رنگ چھوڑ چھاڑ کے یادِ خدا میں ہے

سیاہ کاروں کے دن پھر گئے۔ قرآن سے ہدایت ملی فرقان کی عظمت ملی، ایمان کی دولت ملی، اور بالآخر شرک و بدعات سے رخصت ملی۔ اس کے بعد ہمیشہ بعد نماز عصر یہ ہماری تربیتی مجلس لگتی رہی۔ حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی رشد و ہدایت کے موتی بکھیرتے جاتے اور لوگ سمیٹتے سمیٹتے پھولے نہ سماتے۔ اس دوران بھارتی فوجی ہندو سکھ عیسائی بھی ہماری باتیں سنتے اور عش عش کر اُٹھتے اور کہتے کہ کاش ہم بھی کسی مسلمان گھرانے میں پیدا ہوتے اور اے کاش اب بھی ہم میں اتنی ہمت ہو جائے کہ ہم اپنے عزیز و اقربا، بہن، بھائی، ماں باپ اور بیوی بچوں کو مسلمان بنانے کی یا پھر اتنی بڑی دولت کے حصول کیلئے ان سب کو چھوڑنے کی صلاحیت رکھتے!

حالات اسیری کے چند واقعات

فوجی پے بُک کی گمشدگی

مقصد حیات کا آغاز ہوا۔دوران اسیری بھارت کے شہر ’’گیا‘‘ میں ذکر الٰہی کا معمول دو وقت اجتماعی طور پر کھلے ماحول میں جاری ہوا۔جن کی برکات وانوارات سے نہ صرف جنگی قیدی بلکہ بھارتی فوجی، غیر فوجی، ہندو سکھ عیسائی اور دیگر فرقے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔چونکہ دو وقت دوران ذکر اللہ بھارتی فوجی گارڈ کے جوان اور اعلیٰ آفیسر خصوصاً آن وارد ہوتے اور ذکر اللہ کی جام انگیں مجلس ذکر جس میں مشفق وشفیق استاد محترم حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی کا شیریں لہجہ شامل حال ہوتا تو کیفیات ہی عجب ہوتیں۔دوران ذکر آیات قرآنی پڑھتے تو انوارات میں تیزی آجاتی اور وہ انمول موتی برستے کہ سامعین وذاکرین مدہوش ہوہو جاتے اور لطف وسرور کا سماں بن جاتا۔ان حالات میں بھارتی لطف اندوزوں نے آپ مدظلہ العالی کو صرف جانا ہی نہیں بلکہ پہچان بھی لیا کہ یہ کام تو کاملین کا ہے۔اس لئے ان سے فائدہ اٹھایا جانا چاہیے۔ان بھارتی تماش بینوں اور لطف اندوزوں میں ایک ہندو گارڈ کمانڈر حوالدار ’’بچن لال‘‘ بھی تھا۔اس کے نائب صوبیداری کے کاغذات چند روز قبل ترقی کیلئے بڑے دفتر میں گئے تھے جبکہ اس کے سینئر مگر ان پڑھ حوالدار کو کراس کر دیا گیا تھا۔اس ان پڑھ حوالدار کو ’’بچن لال‘‘ کے خلاف حسد برپا ہوا، اور کسی طریقہ سے اس نے ’’بچن لال‘‘ کی پے بُک حاصل کر کے گھر کے کھنڈے میں دبا کر اپنے انتقامی حسد کی آگ بجھانا چاہی مگر جسے خدا رکھے!

ان اوقات میں حوالدار ''بچن لال'' بھی ہمارے ذکر کے دوران تماشہ دیکھنے والوں میں سے ہوا کرتا۔ اس نے ان تماشہ کی گھڑیوں میں مردِ صالح (حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی) کو بھانپ لیا تھا۔ تقریباً گھنٹہ بھر کے ذکر مغرب کے بعد تک مبہوت کھڑا رہا۔ نفرت لیکر نہیں بلکہ تمنائیں اور آرزوئیں لے کر دعا کے بعد حوالدار ''بچن لال'' نے خاردار تاروں کے پاس آکر ہمارے ایک ساتھی سے آکر کہا! کہ جناب میں ایک عرض میجر صاحب سے کرنا چاہتا ہوں اگر وہ سن لیں تو مہربانی ہوگی۔ یہ اطلاع حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی تک پہنچی آپ نے اسے قریب بلایا وہ مسلح باوردی گارڈ کمانڈر بڑھا اور فوجی انداز میں رک کر سلیوٹ کیا۔ (جبکہ حالت قید میں دشمن کا محافظ فوجی سلام نہیں کیا کرتا) اور پھر اشکبار انداز میں اپنی پے بک گم ہو جانے کی تمام روئیداد سنائی۔ حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور چند ساتھیوں کے نام لیتے ہوئے فرمایا آنکھ بند کر کے ذرا دیکھو؟ کہ اس بیچارے کی پے بک کس جگہ پر ہے۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کیلئے

یہ سارا منظر بھارتی حوالدار ''بچن لال'' اور اس کے ساتھی اپنی جگہ پر کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ آیا گمشدہ پے بک کو کیسے دیکھ پاتے ہیں۔ حضرت مدظلہ العالی نے تین ساتھیوں کا نام لیا اور ان کی راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا! کہ بھارتی گارڈ کے سامنے والے خیمے کے بالکل پیچھے پہاڑی کے دامن میں ایک بڑے پتھر کے نیچے نگاہ ڈالیں اس پر ہمارے ایک ساتھی نے کہا جی ہاں! اس پتھر کے نیچے ایک کتاب دھندلی سی

دکھائی دیتی ہے پھر آپ نے باقی ساتھیوں سے پوچھا! تو سب نے مثبت میں جواب دیا۔ آپ نے آنکھیں کھلوا دیں اور قریب کھڑے بھارتی حوالدار ''بچن لال'' سے کہا! کہ آپ اپنے خیمے کے پیچھے پہاڑی کے دامن میں جا کر ایک پتھر کو تلاش کریں تمہارے مخالف نے اس کتاب کو زمین میں دبا کر اپنا حسد نکالا ہے اور تم پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا ہے۔

یہ سن کر حوالدار ''بچن لال'' مع اپنے ساتھیوں کے چلا گیا۔ اس کے بعد دوسرے دن عصر کے بعد درس وتدریس کے دوران وہ ہمارے پاس آیا اس وقت اس کے پاس ایک بڑا تھیلا تھا۔ وہ آتے ہی سلام کر کے کہنے لگا کہ جناب عرض یہ ہے کہ آج صبح جب میں آپکے کہنے کے مطابق پہاڑی کے دامن میں گیا اور کچھ غور کے بعد پہلی ہی بار جس پتھر کو اٹھایا اور زمین کھودی تو مٹی نرم تھی۔ تقریباً ڈیڑھ فٹ مٹی نکالنے کے بعد میری پے بک مجھے مل گئی۔ مجھے بے انتہا خوشی ہوئی ہے۔ اس لئے میں فوراً بازار گیا اور وہاں سے یہ سودا آپ کے نذرانے کیلئے لایا ہوں۔ بھگوان آپ کا بھلا کرے آپ کا مذہب بڑا ہی سچا ہے۔ مگر کیا کریں اگر میں آج مسلمان ہو جاؤں تو سارا کنبہ گھر بار، رشتہ دار چھوڑنے پڑتے ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں آپ لوگ جو کہ پیدائشی ہی مسلمان ہو۔ یہ کہہ کر اس نے وہ سامان سے بھرا ہوا تھیلا حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی کی طرف بڑھایا۔ حضرت مدظلہ العالی نے قریب ہو کر اس کی ڈھارس بندھائی اور فرمایا! ہم یہ نذرانے نہیں لیا کرتے۔ آپ اس سامان کو اپنے ہی ساتھیوں میں بانٹ دیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس پاک ذات نے ہم سب کی مدد فرمائی۔ یہ سن کو حوالدار ''بچن لال'' غم زدہ ہوا کہ میرا دل نہ توڑیے! آپ جنگی قیدی ہونے کی وجہ سے بازاری

چیزوں کو اکثر ترستے رہتے ہو۔ آپ یہ سامان لے لیں گے تو مجھے بہت خوشی ہوگی ورنہ مجھے بہت دکھ ہوگا......

حضرت مدظلہ العالی نے اس کی دلجوئی کرتے ہوئے ایک دانہ سیب کا لے لیا اور فرمایا! کہ ہم نے آپ کا دل رکھ لیا ہے۔ اب باقی اشیاء اپنے فوجی دوستوں میں بانٹ دیں اور یہ خوش خبری بھی سنا دیں مگر کافی اصرار کے بعد وہ بھارتی حوالدار اس سامان کو لیکر چلا گیا اور اپنے فوجیوں میں جا کر وہ اشیاء تقسیم کی اور تمام واقعہ سنایا۔ تو سارے بھارتی فوجیوں میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اس کے بعد جو بھی بھارتی گارڈ ذکر کے وقت ہمارے قریب سے گذرتی وہ بالکل خاموش اور مؤدب ہو کر گذر جاتی۔ وہ جان گئے کہ یہی وہ دولت نایاب ہے جو بندے کو اپنے خالق سے ملاتی ہے اور قلبی آنکھ عطا کرتی ہے۔

فوجی کمبل کی گمشدگی

پے بک کی حصولی کا سن کر بھارتی فوجیوں کے دل دہل گئے تھے۔اس واقعہ کے تقریباً بارہ یوم بعد ڈیوٹی پر تعینات چار جاٹ رجمنٹ کے ایک سیکشن کمانڈر نائیک پریم داس کا فوجی کمبل جو سردی کے سبب فالتو ملا تھا وہ گم ہوگیا......وہ بیچارہ تمام دن ڈھونڈتا اور پوچھتا رہا جبکہ ہندوستان کے کسی بھوکے اور جرائم پیشہ ہندو نے اسے ہضم کرنا چاہا تھا کہ ناچار نائیک پریم داس گذشتہ واقعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے، عصر کے بعد فوجی وردی میں ذاکرین کی تربیت گاہ میں آن کھڑا ہوا۔حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالیٰ تصوف کے موضوع پر کلام فرما تھے۔کچھ دیر کھڑا رہنے کے بعد وہ سیلوٹ کر کے مخاطب ہوا اور اس نے بتایا کہ کل سے میرا ایک کمبل گم ہوگیا ہے۔میں غریب آدمی ہوں۔تنخواہ قلیل ہے، میں اپنے چھ بچوں، بیوی اور بوڑھے والدین کا اکلوتا سہارا ہوں۔گذارہ بڑی مشکل سے ہوتا ہے جبکہ کمبل کی سرکاری کٹنگ معہ جرمانہ دوسو روپے ہے۔میں تو اس نقصان کو برداشت ہی نہیں کر سکتا۔براہ کرم میری دلجوئی فرمائیں میں آپ کا احسان مند ہونگا اور زندگی بھر کسی مسلمان کا دل نہیں دکھاؤں گا......

یہ سن کر مشفق وشفیق حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم کس خیمے میں رہتے ہو۔اس نے اشارہ کے ساتھ کیمپ کے باہر لگے بھارتی خیموں میں سے اپنے خیمے کی نشاندہی کی اور کہنے لگا کہ اس خیمے کے اندر تمام سپاہیوں کا سیکشن کمانڈر ہوں اور سب سے معلومات کرنے کے بعد ناچار یہاں پر آیا ہوں۔آپ مدظلہ نے فرمایا ''تم ابھی جاؤ اور اپنے خیمے کے اندر رہنے والے تمام سپاہیوں کو جمع

کر کے حکم سنا دو کہ میں پاکستانی ذکر اللہ والی جماعت سے ملکر آیا ہوں اور میجر بیگ صاحب نے حکم دیا ہے کہ آج رات گئے تک یا تو کمبل مل جائے ورنہ پھر اگلے دن اس چور کا نمبر، نام، ولدیت اور حلیہ بتلا دیں گے"۔ نائیک پریم داس کے مغموم چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ اس نے پیچھے ہٹ کر بھرپور فوجی سلیوٹ کیا اور اپنے خیمے کی طرف لپکا اور تمام سپاہیوں کو جمع کر کے جنگی قیدی صوفیاء کا حکم سنا دیا اور پھر سب کو برخاست کر دیا......

اب یہ حکم سنتے ہی اس پیشہ ور ہندو چور کے دل میں کھلبلی مچی کہ اگر میرا نمبر، نام، ولدیت اور حلیہ بتلا دیا تو سارا بھانڈا پھوٹ جائیگا۔ پریشان ہو کر رات کے اندھیرے کا انتظار کرنے لگا اور جونہی اندھیرا ہوا، وہ اس کمبل کو اٹھا کر نائیک پریم داس کے بستر پر ڈال کر رفو چکر ہوا کچھ دیر بعد نائیک پریم داس اپنے بستر پر پہنچا تو دیکھا کہ اس کا گمشدہ کمبل سرہانے پڑا ہے۔ وہ بہت خوش ہوا۔ یہ اس کا اپنا نمبر لگا ہوا وہی کمبل تھا جس نے اس کی غربت کو مزید ٹھیس پہنچایا تھی۔ وہ نہایت خوش ہوا، اور بھارتی جاٹ رجمنٹ میں تہلکہ مچا دیا کہ اب کوئی چوری کر کے دکھائے۔ آئندہ ہم جنگی قیدی جماعت سے اس کی نقاب کشائی کرا دیں گے۔ یہ دوسرا واقعہ تھا۔ جسے سن کر عموماً بھارتی فوجی اور خصوصاً ہندو آفیسرز کڑھتے جاتے تھے اور اس طرح اپنے ملک، اپنے مذہب اور کردار کا منہ بولتا ثبوت پا کر اپنی نالائقی کا اعتراف کر رہے تھے۔ اور ہر عہدہ کے پاکستانی جنگی قیدی اس وقار و سر بلندی میں پھولے جاتے تھے گو ان میں ناہنجار بھی تھے اور غافل بھی تھے۔

دوسرے دن نائیک پریم داس شکریہ ادا کرنے مجلس ذکر کی صوفیاء کلاس میں

حاضر ہوا۔ ساری کاروائی سنا کر بہت بہت شکریہ ادا کیا اور آخر میں کہا کہ میں حضرت بیگ صاحب کی قدم بوسی کرنا چاہتا ہوں چونکہ قدم بوسی ہندو دھرم میں ایک متبرک فعل ہے۔ یعنی اپنے خاص بزرگ کے پاؤں کو ہاتھ لگا کر ان ہاتھوں کو چومنا۔ اس طرح کر کے وہ اپنے بزرگوں کو راضی کرتے ہیں مگر ہمارے سمجھانے پر اسے اس طرح نہ کرنے دیا گیا۔ تو اس نے کہا میں بے حد احسان مند ہوں۔ اب آپ حکم کریں کہ میں آپ کی کونسی سیوا کروں۔ میں تو دل و جان سے آپ کا خادم ہوں اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد کسی دن میں بھی مسلمان ہو جاؤنگا کیونکہ یہ ایک سچا دھرم ہے۔ ہمارے گاؤں میں ایک مسجد ہے اور تھوڑے سے مسلمانوں کے گھر ہیں جب سخت گرمی ہوتی ہے تو سارے علاقے کے کنویں، تالاب جوہڑ خشک ہو جاتے ہیں مگر اس مسجد کا کنواں خشک نہیں ہوتا۔ ہمارا سارا گاؤں اس مسجد سے خوب پانی بھرتا ہے۔ اب آپ کی یہ کرامت دیکھ کر تو اور بھی یقین ہو گیا ہے کہ مسلمان بنے بغیر نہ یہاں گذارہ ہے اور نہ ہی مرنے کے بعد، یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ پھر استادِ مکرم بیگ صاحب مدظلہ العالی نے خدا کے حضور خصوصی دعا فرمائی۔

"اے اللہ کریم ہم سب کو ایمان کامل نصیب فرما اور اسلام کا بول بالا فرما حق کو فتح اور ظالم کو شکست دے اور اہل ہنود کو اسلام کی دولت سے مالا مال فرما۔"

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

سات سال کا درد رنج

بھارتی فوج کی پے بک کی حصولی اور کمبل کی موصولی کے واقعہ کے بعد مجلس ذکر گیا شہر کی دھوم بھارتی فوج اور سول میں پھیل گئی۔ چنانچہ بھارتی بارڈر سیکورٹی فوج کا ریٹائرڈ شدہ نائیک تلسی رام جو کہ عرصہ سات سال سے اپنی بائیں ٹانگ کے درد سے بلبلا رہا تھا اور ہندوستان کے تمام فوجی ہسپتالوں اور سول ڈاکٹروں، حکیموں، ویدوں، پنڈتوں اور یوگیوں کے جنتر منتروں کے سارے جتن کرا چکا تھا۔ مگر ناکام تھا۔ تقریباً پچپن سالہ تلسی رام نے مجلس ذکر کے واقعات سنے تو اس کی قسمت نے کام کیا۔ اپنے کمانڈر سے اجازت لی اور بارڈر سیکورٹی فورس کی وردی میں ہمارے کیمپ کے انچارج انڈین آرمی کے آفیسر سے اجازت لے کر کیمپ میں داخل ہوا۔ اس وقت تقریباً عصر کا وقت تھا ہم چند ساتھی کھڑے تھے کہ اس نے آکر مجلس ذکر والوں کے بابت پوچھا اور اپنا ماجرا بھی سنایا۔ ہم نے اسے کچھ دیر یہیں ٹھہرنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ ہمارے استادِ محترم آنے ہی والے ہیں وہ بیٹھ گیا۔

نماز عصر ختم ہوئی حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالٰی اور دیگر ساتھی جمع ہو گئے کہ درسِ عصر شروع کیا جائے۔ ہمارے بلانے پر تلسی رام آگے بڑھا فوجی سلام کیا۔ وہ درد کی شدت سے لنگڑا رہا تھا حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالٰی نے اس کا حال پوچھا تو اس نے اپنا درد حال تاریخی طور پر یوں سنایا کہ میں حکومت ہند کے فوجی اخراجات پر اس درد کے علاج کے لئے امریکہ تک گیا ہوں۔ امریکی ڈاکٹروں نے ہر طرح سے بڑا علاج کیا مگر وہاں سے ناامید لوٹا۔ اب آپ تک بڑی مشکل سے پہنچا ہوں کوئی علاج

بتایئے؟

حضرت مدظلہ العالی نے فرمایا! بھئی ہم تو فقرا لوگ ہیں اور پھر مجبور ولاچار جنگی قیدی ہیں ہمارے پاس تو صرف ایک اللہ کا نام ہے۔ اگر عقیدت ہے تو اسکی پھونک مار دیتے ہیں۔اس نے کہا بھگوان آپ کا بھلا کرے۔اب میرا یقین تو صرف آپ جیسے نیک مسلمانوں پر ہی رہ گیا ہے۔آپ ضرور توجہ فرمائیں۔آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔حضرت مدظلہ العالی خاردار تاروں کے قریب ہوئے اور اس کی بائیں ٹانگ پر اوپر سے نیچے تک تین بار دم کیا اور فرمایا کہ ہو سکے تو ایک یا دو دم مزید کرالینا۔ اس کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ ہوئی سلام کیا اور چل دیا اور قدرے بہتر چلتا دکھائی دیا......

دوسرے دن اسی وقت پھر آیا۔ہم سب بیٹھے تھے۔آتے ہی سلام کر کے بتایا کہ بھگوان آپ کا بھلا کرے مجھے تو اتنا آرام آج تک کسی دوا سے نہ آیا تھا۔یعنی آپ کے دم سے روپے میں آٹھ آنے آرام ہو گیا ہے۔درد کی شدت آدھی رہ گئی ہے۔اس کے یہ لفظ سن کر ہم سب نے اللہ کریم کا شکر ادا کیا۔حضرت مدظلہ العالی نے پھر ایک دم کیا وہ پھر واپس چل دیا اور چلتا گیا۔تیسرے دن وہ پھر اسی وقت آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بنڈل تھا۔جس میں کچھ سامان اور غیر ملکی عمدہ سگریٹ تھیں۔اس بیچارے نے اپنی بساط کے مطابق کہیں سے یہ تحفہ حاصل کیا تھا۔اس نے کہا کہ تیسرے دم کے بعد مجھے زندگی کا پتہ چلا ہے ورنہ سات سال کے کربناک درد نے میری زندگی خراب کردی تھی۔اس لئے میں آپ کا مشکور و ممنون ہوں۔ اب براہ کرم مجھ سے یہ تحفہ قبول فرمائیں۔زندگی رہی تو کچھ دن بعد جب تنخواہ ملے گی تب آپ کی خدمت کے لئے

مزید کچھ سامان لے کر حاضر خدمت ہونگا۔ ہم سب ساتھی اس کی بیچارگی پر شرمسار ہو رہے تھے کہ حضرت مدظلہ نے فرمایا! بھائی ہم نے اس لئے آپ کے درو پر دم نہیں کیا کہ آپ سے اس کا کچھ معاوضہ لیں بلکہ ہم کو تو ہمارا اللہ تعالیٰ یہاں بیٹھے بٹھائے بہت کچھ دے رہا ہے کہ ہم آپ کو بتا ہی نہیں سکتے۔ ہمارا معاوضہ ہمیں مل رہا ہے۔ آپ خوش سے جائیں اور یہ سامان اور اپنی تنخواہ اپنے بال بچوں پر خرچ کریں۔ یہ سن کر نائیک تلسی رام بے ساختہ رو پڑا، اور کہنے لگا آپ تو بھگوان کے دیوتا ہو آپ سب دیوتا ہو اتنا کام کر کے بھی آپ نے معاوضہ نہیں لیا۔ آج تک مجھے تو ایسا کوئی پنڈت کوئی یوگی کوئی وید کوئی حکیم ڈاکٹر ایسا نہیں ملا جس نے معاوضہ نہ لیا ہو جبکہ آرام بھی نہیں ہوا۔ مگر آپ نے تو آرام دیکر بھی معاوضہ نہیں لیا۔

کاش...... میرے حالات اجازت دیں اور میں آپ کا خادم بن جاؤں۔

حضرت مدظلہ نے اس کو حوصلہ دیا اور وہ چلا گیا۔ مگر اسلام کے انمول موتی لے کر محسنِ انسانیتؐ کے پرستاروں کی انسانیت دیکھ کر وہ پھر نہیں ملا نہ جانے اس کا کہیں تبادلہ ہو گیا تھا...... اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے لواحقین کو اسلام کی دولت نصیب فرمائے۔

آمین ثمہ آمین

ایک بھارتی کنبہ آسیب کی لپیٹ میں

ہماری حفاظت پر متعین بھارتی چارجاٹ رجمنٹ کا ہندو سپاہی ''زلدو'' ہمارے کیمپ کا اسسٹنٹ کی(Key) ہولڈر تھا اور اس نے فوج میں اپنے بچے ساتھ ہی رکھے ہوئے تھے۔ آج صبح سے ہی وہ پہلے سے کہیں زیادہ اداس اور غمگین حالت میں ہمارے کیمپ کے گیٹ پر چابیوں کا گچھا لئے بیٹھا تھا۔ ہم نے اسے اتنا اداس دیکھ کر پوچھا ''زلدو'' خیر تو ہے آج بڑے غمگین نظر آتے ہو۔ جبکہ تم اپنے ملک اور اپنے بیوی بچوں میں رہتے ہو۔ اس نے آہ بھر کر کہا ''اجی کیا جینا ہے اور کیا ملک کی اور بیوی بچوں کی خوشی ہے۔ سارے گھر پر تو مصیبت کا ڈیرہ جما ہے۔ ابھی ایک گھنٹہ کے لئے اپنے فیملی کوارٹر میں گیا تھا۔ بیوی پر آسیب چڑھا ہوا تھا۔ اس کو پرانی جوتی سونگھائی تو بڑی بچی کو جھٹکا لگا وہ فرش پر گر گئی۔ اس کو دوڑ کر سنبھالا تو چھوٹی چار سالہ بچی غسل خانہ میں چیخی اور بے ہوش ہو گئی۔ اس کا سر پھوٹ گیا۔ محلہ والے جمع ہو گئے۔ اسی کشمکش میں میرا وقت ختم ہو گیا۔ اب یہاں ڈیوٹی پر پاگل ہو رہا ہوں۔ ادھر بیوی اور بچے بچیاں آسیب کی لپیٹ میں ہیں نہ جانے کب جان چھوڑیں گے محلہ والوں سے گھر بھرا پڑا ہے۔ ایسی زندگی سے تو موت ہی آجائے تو اچھا ہے......

ہم نے کہا! کوئی علاج کرانا تھا۔ وہ بولا ارے کیا ایک علاج سب پنڈت مالا کر چکے۔ ہزاروں روپیہ ٹھگا دیا۔ کچھ نہیں ہوا ہم نے پھر کہا! آج عصر نماز کے بعد یعنی ساڑھے چار بجے شام جہاں اللہ ھُو کا ذکر ہوتا ہے اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ تو بس تم ضرور آنا۔ ہمارے پاکستانی میجر صاحب سے مشورہ کرنا وہ کہنے لگا اچھا ضرور آؤں گا......

بعد نماز عصر اجتماع ہوا۔ استادِ مکرم حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی سامنے

کمرہ نما مسجد سے تشریف لا کر بیٹھے تو سپاہی "زلدو" پہلے ہی لاچار و بیکس کھڑا منتظر تھا ہم نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ سپاہی زلدو اپنی کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ آپ مدظلہ العالی مخاطب ہوئے اس نے ساری داستان سنائی اور آنسو ڈبڈبانے لگا۔ آپ مدظلہ العالی نے فرمایا! کوئی فکر کی بات نہیں، اللہ کریم کے فضل سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ایسا کرو، ابھی ایک بوتل خوب صاف کر کے اور اس میں صاف پانی بھر کر یہاں لے آؤ۔ وہ جلدی سے گیا اور پانی کی بوتل بھر کر لے آیا۔ آپ مدظلہ العالی نے بوتل ہاتھ میں لے کر تین بار پڑھ کر دم کیا اور پانی میں پھونک مار کر اس کو دیدی اور فرمایا کہ اس بوتل کا پانی اپنے گھر کے سب افراد کو پلاؤ اور آسیب زدہ کے منہ پر چھینٹے مارو۔ انشاءاللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ چار لوہے کی میخیں بڑی لے آنا اور دم کرا کے گھر کے چاروں کونوں پر گاڑھ دینا۔ انشاء اللہ تمام گھر آسیب کی حرکت سے پاک ہو جائے گا۔ سپاہی زلدو بہت خوش نظر آیا۔ فوجی سلام کیا اور اپنے دفتر سے چھٹی لیکر سیدھا اپنے فیملی کوارٹر میں پہنچا تو دو بچیاں ہنوز زیرِ آسیب تھیں۔ اس نے جاتے ہی اس پانی کا چھینٹا مارا، اور ان کو پانی پلایا تو وہ ہوش میں آ گئیں اور سب گھر والوں کو اس پانی کے پینے کی ہدایت کی۔ بیوی کو بھی پلایا اس کا درد ختم ہو گیا اس نے خود بھی پیا۔

دوسری صبح اس کی بیوی بہت خوش ہوئی کہ آج رات خیریت سے گذری ہے۔ کیا تم نے یہ پانی گنگا جل سے منگوایا ہے یا کاشی مہاراج کے درشن سے؟ تو زلدو نے جواب دیا...... نہیں "یہ ایک پاکستانی جنگی قیدی مسلمان نے دم کر کے مجھے دیا ہے اور ابھی ایک علاج اور باقی ہے۔ بھگوان نے چاہا تو ہماری مصیبت ٹل جائے گی۔ اب ہم خوشی سے جی سکیں گے۔

پھر اگلی صبح چھ بجے جب وہ کیمپ میں آیا تو بڑا خوش تھا۔ کیونکہ اسے ایک نئی

زندگی ملی تھی۔ ہم نے پوچھا تو بڑا احسان مند ہوا، اور کہا کہ آپ نے تو میری کایا ہی پلٹ دی۔ مجھے زندگی مل گئی۔ اب میں اور میرے بچے خوشی سے جی سکیں گے۔ ساری رات میرے گھر کے کسی فرد پر کوئی آسیب نہ تھا۔ یہ پہلا موقع ہے میں اور میری بیوی ہم سب آپ کو زندگی بھر دعا دیں گے۔ بھگوان آپ کا بھلا کرے۔ پھر وہ کہنے لگا! اب تھوڑی دیر بعد میں چار کیلیں شہر سے لینے جاؤں گا۔ اگر آپ لوگوں نے کوئی چیز بازار سے منگوانی ہو تو مجھے خدمت کا موقع دیں اور یہ بھی بتائیں کہ جناب میجر صاحب کیلئے میں کونسا تحفہ بازار سے لا کر پیش کروں۔ کیونکہ میری بیوی نے مجھے کہا تھا کہ گیانوں کی خدمت کرنا بہت اچھا اور بہت ضروری ہوتا ہے۔ ہم نے کہا بس چار کیل ہی لے آؤ اور دم کرا کے لیجاؤ۔ اس کے علاوہ ہرگز کوئی چیز ہمارے لئے یا میجر صاحب کے لئے نہ لانا۔ کیونکہ ہمارا مذہب کسی مصیبت زدہ کو مزید ستا کر تنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہمیں اللہ کریم کا دیا سب کچھ مل رہا ہے۔ یہ سن کر وہ غریب سپاہی اور بھی خوش ہوا۔ کیونکہ اس کا اپنا گذارہ بڑی مشکل سے ہوتا نظر آتا تھا پھر وہ بعد نماز عصر آیا اور چار کیلوں پر دم کرا کے چلا گیا اور گھر کے چاروں کونوں پر گاڑ دیں۔ اس کے بعد اس کے کسی فرد کو یہ حادثہ پیش نہ آیا۔

ان دونوں نے قرب وجوار میں لوگوں کو بتایا تو پورے گاؤں اور قریبی علاقہ کی عورتیں، مرد، جوان بوڑھے، ہاتھ میں بوتلیں لے کر دم کرانے کیلئے پاکستانی فوجیوں کی طرف دوڑے کہ بھارتی فوج کو سیکورٹی انتظامات کے تحت ان کو روکنے کیلئے تشدد کرنا پڑا، اور دور بھگانا پڑا۔ مگر اس کے علاوہ بھی وہ لوگ ہندو سکھ سپاہیوں کی منت سماجت کر کے کسی نہ کسی طرح دم کرا کے لیجاتے اور بفضل اللہ شفاء پاتے گئے۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

ایک جنگی قیدی پر بھارتی چڑیل کا حملہ

ذکر فکر کی مجلس عروج پر تھی۔ جنگی قیدی کثرت سے اللہ اللہ کرنے لگے تھے۔ مگر کچھ لوگ ابھی تک بھی شش و پنج میں مبتلاء تھے کہ پنجاب رجمنٹ کے قدآور نوجوان سپاہی محمود علی جو کہ سرائے عالمگیر کا رہنے والا تھا۔ وہ آدھی رات کے قریب اُٹھا اور چند قدم بعد دھڑام سے زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔ رات کو کچھ لوگ مطالعہ یا عبادات میں جاگتے رہتے تھے۔ ان لوگوں نے اسے سنبھالنا چاہا۔ مگر وہ بے قابو ہو کر ان پر حملہ آور ہوا۔ آخر کار کئی آدمیوں نے مل کر اسے بستر پر لٹا دیا۔ وہ عجیب عجیب باتیں کرنے لگا......

صبح ہوئی تو حضرت بیگ صاحب مدظلہٗ العالٰی کو اطلاع پہنچائی گئی۔ آپ نے فرمایا اس علاقہ میں کثرت سے خبیث شیاطین مقیم ہیں۔ اور جن لوگوں کے قلوب معصیت کے سبب سیاہ ہو گئے وہ ان پر حملہ آور ہو کر اسے دیوانہ بنا لیتے ہیں۔ اور اس کا واحد علاج ذکر الٰہی ہے۔ آپ محمود علی کو آج مجلس ذکر میں بٹھانا انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ فی الحال اس پر آیت الکرسی کا دم کرتے رہو۔ حضرت مدظلہ العالٰی چونکہ ساتھ والے ملحقہ کیمپ میں رہتے تھے۔ اس لئے راقم الحروف محمود علی کے بستر پر گیا۔ تو دیکھا وہ ڈراونی صورت میں، آنکھیں سرخ بالکل مدہوش لیٹا تھا۔ ناچیز نے حضرت استاد المکرم مدظلہٗ العالٰی کے فرمان کے مطابق اسکا ہاتھ پکڑ کر آیت الکرسی پڑھنا شروع کر دی۔ ایک بار پڑھ کر دم کیا۔ تو پھونک مارتے ہی محمود علی بالکل درست ہو کر اٹھ بیٹھا اور ہم سب کو بغور

دیکھنے لگا کہ یہ مجمع میرے گرد کیسا ہے! ہم نے پوچھا کہ محمود علی اب تمھارا کیسا حال ہے ۔ کہنے لگا بالکل ٹھیک ہوں ۔ میں تو تم سب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم میرے گرد کیوں جمع ہو گئے ہو؟

دونوں فریق حیران تھے کہ غیر مرئی مخلوق بھی اللہ کریم نے کیا خوب بنائی ہے ۔ اور ہمارے بھی اس معاملہ میں ابتدائی ایام تھے ۔ ہر بات نئی تھی تقریباً ایک گھنٹہ گذرا ہوگا کہ ایک پاکستانی سپاہی دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا ۔ محمود علی کو پھر دورہ پڑ گیا ۔ ناتجربہ کاری کے سبب ناچیز بھی دل میں گھبرایا مگر حضرت بیگ صاحب مدظلہٗ العالیٰ کا فرمان یاد آ گیا کہ فی الحال اس پر آیۃ الکرسی کا دم کرتے رہو! چونکہ ذکر کی مجلس تو نماز مغرب کے بعد لگے گی......

اُف اتنی دیر تک وہ تڑپتا رہے گا یہ سوچ کر ناچیز اٹھا اور محمود علی کے بستر پر گیا تو واقعی اس کی دونوں ہاتھوں کی مٹھی بند آنکھیں بند اور عجیب سی ڈراؤنی کیفیت میں وہ لیٹا ہوا ہے اور لوگ اس کے گرد جمع ہیں ۔ ناچیز نے اس کے سر کے بال پکڑ کر آیۃ الکرسی پڑھنا شروع کر دی ۔ ابھی نصف تک پہنچا تھا کہ محمود علی اُٹھ بیٹھا اور ہم سب کو بغور دیکھنے لگا کہ یہ لوگ کیوں میرے گرد جمع ہو جاتے ہیں ۔ اسی دوڑ بھاگ میں شام ہوئی ۔ بعد نماز مغرب محمود علی کو مجلس ذکر میں پہلی بار لا کر بٹھایا گیا ۔ اس وقت بھی اس پر ہلکی سی غنودگی طاری تھی ۔ حضرت مدظلہٗ العالیٰ نے دو مضبوط آدمیوں کے درمیان محمود علی کو بٹھایا کہ اگر یہ ذکر کے دوران کوئی فالتو حرکت کرے تو اسے اٹھنے نہ دیا جائے ۔ ہدایات کے بعد ذکر شروع ہوا تقریباً تیسرے لطیفہ پر پہنچے تو محمود علی کتے کی سی آواز میں غرّانے لگا اور خاردار تاروں سے سر ٹکرانے لگا ۔ دونوں مضبوط آدمیوں نے اسے پکڑنا چاہا ۔

مگر وہ بے قابو ہو گیا۔ حضرت نے دوران ذکر چچا عبدالعزیز گجراتی کو فرمایا کہ اس پر ایک زور سے تھپڑ رسید کرو اور اس کے ساتھ ہی عالم بالا سے ایک جلالی توجہ حضرت نے ڈالی تو وہ آسیب زدہ بالکل خاموش ہو گیا۔ ذاکرین کو اس وقت ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اوپر سے ایک شعلہ آ کر محمود علی پر گرا۔ جس سے اس کا آسیب اپنی حرکت سے مفلوج ہو گیا۔ اس کے بعد پورے ذکر میں اس نے کوئی حرکت یا آواز نہیں نکالی۔

ذکر کے بعد حضرت مدظلہ العالی نے راقم سے فرمایا؟ کہ اس سے پوچھو کہ تم کون ہو؟ اور اگر نہ مانے تو اس پر تشدد کرو، راقم نے اس کی انگلی پکڑ کر آیۃ الکرسی پڑھنے کے بعد اس سے پوچھا تم کون ہو؟ دوبارہ پوچھنے پر تو کوئی جواب نہ دیا مگر تیسری بار پوچھنے پر اس نے دھیرے سے کہا اس نے مجھے ستایا ہے۔ اس لئے میں اسے ستا رہی ہوں یہ کہہ کر ناچیز کی انگلی کو اپنے دانتوں سے کاٹنے لگی۔ اس وقت مجھے ایک آگ کی سی جلن محسوس ہوئی جیسے کسی نے میری انگلی انگارے پر رکھ دی ہو۔ ناچیز نے پھر آیۃ الکرسی پڑھنا شروع کی اور ایک تھپڑ زوردار اس کے لگایا تو سکون بھی ہوا۔ اور اس نے کہا کہ اچھا مجھے چھوڑ دو میں سب کچھ بتاتی ہوں کہا کہ جلدی بتاؤ تمھارا نام کیا ہے۔ اس نے کہا میرا نام چتی ہے۔ اور میں ہندو عقیدہ پر ہوں کل رات میں اپنا کھانا (ہڈیاں) کھا رہی تھی تو اس نے مجھ پر پیشاب کیوں کیا؟ اس لئے میں اپنا بدلہ لے رہی ہوں۔ راقم نے کہا بتاؤ تو اب تمہاری کب روانگی ہے؟ اس نے کہا کہ یہ شخص گیارہویں کی دیگ لگائے تو میں چلی جاؤں گی۔ اور پھر نہیں ستاؤں گی۔ ہم نے کہا؟ کہ ہم کوئی دیگ ویگ کی رشوت تمہیں نہیں دیں گے۔ اگر تم نہیں جاتی تو ہم تمہاری پٹائی کرتے ہیں یہ کہہ کر آیۃ الکرسی پڑھنا شروع کر دی اور سر کے بال مضبوط پکڑ کر کھینچے۔ ادھر حضرت

استاد المکرم خصوصی توجہ فرماتے وہ فوراً چیخی اچھا چلی جاتی ہوں۔ مجھے مت جلاؤ، میں ابھی چلی جاتی ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں ابھی ابھی چلی جاتی ہوں۔ راقم نے محمود علی کے سر کے بال چھوڑ دیے تو یکا یک وہ ہوش میں آ گیا۔ اس کے بعد ایک یا دو بار چند منٹوں کے لئے اس نے اپنی حرکت محمود علی پر کی مکرر دم کرنے کی نوبت نہ پہنچی تھی آخر کار جلد ہی اس چڑیل نے اس کی جان چھوڑ دی۔

اس واقعہ کے بعد پتہ چلا کہ یا گیارہویں کی دیگ، یہ مزارات کے چڑھاوے اور یہ طرح طرح کی مشرکانہ حرکات، خبیث شیاطین جنات، اپنے جال میں پھنسا کر انسانوں سے کرواتے ہیں۔ اور خدا کے راستے سے دور کر کے دوزخی بناتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ فرمائے۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

ایک مصدقہ

ایک دن مجلس ذکر کی تربیت کے دوران گیارہویں شریف کے بابت سوال ہوا۔ تو استاد المکرم مدظلہ العالی نے فرمایا، اس کا شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت موجود نہ ہے۔ بلکہ گزشتہ واقعہ کے مطابق ایک غیر شرعی فعل ہے۔............ اس پر ہمارے ایک صوفی اور مجذوب ساتھی نائیک عظمت اللہ نے استخارہ کی اجازت لیکر، اسی رات مسنون استخارہ کیا تاکہ گیارہویں شریف کا مزید ثبوت حاصل کیا جاسکے۔

رات کے کسی حصہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؒ سے ملاقات ہوتی ہے۔ کافی بھیڑ کو بڑی مشکل سے پار کر کے حضرت غوث الاعظمؒ سے مصافحہ کیا اور گیارہویں کے جواز کے بابت عرض کیا۔ تو حضرت غوث الاعظمؒ نے پورے مجمع کو بلند آواز میں مخاطب کر کے فرمایا "تم سب گواہ رہنا، میں اس بدعت سے بری ہوں۔ نہ اپنی زندگی میں میں نے یہ کام کیا اور نہ ہی اس کا کوئی حکم دیا ہے۔ اور نہ ہی اس کے کرنے کی کوئی تحریر میں نے چھوڑی ہے۔ اور آخری بات کہ نہ ہی اس کا کوئی ثبوت شریعت مطہرہ میں ہے، یاد رکھنا! یہ بدعت ہے، یہ بدعت ہے، یہ بدعت ہے۔ اس کے بعد ایک اور سائل اپنا سوال عرض کرتا ہے، مگر اپنا مطلب پاتے ہی وہ ہجوم سے نکلنا چاہتا ہے کہ ایک آہٹ کے ساتھ آنکھ کھل جاتی ہے۔ دوسرے دن مجلس ذکر بعد نماز عصر کے اجتماع میں اس استخارہ کی گفتگو نائیک عظمت اللہ مجذوب، پوری جماعت کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ اور ہم سب کی معلومات دینیہ میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں اور حضرت مدظلہ العالی بھی اس کی درستی کی تصدیق فرماتے ہیں کہ۔

دستار کی ہر تار کی تحقیق ہے لازم ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

ایک سکھ سپاہی کا اپنے خانگی جھگڑے کیلئے دعا کرانا

ہمارے کیمپ کی حفاظتی گارڈ بھارتی فوج کے تین گروپوں سے متعلق تھی۔ ہندو جات رجمنٹ، سکھ رجمنٹ اور بارڈر سیکورٹی فورس گورکھا رجمنٹ یہ سب کے سب ہمارے ذکر فکر کے حالات سے آگاہ ہو چکے تھے۔ ان میں سکھ رجمنٹ کے ایک سپاہی گوپال سنگھ نے اپنی عقیدت کا اظہار یوں کیا اور حضرت استاد المکرم مدظلہ العالی سے گویا ہوا۔ اور قریب بیٹھ کر دھیرے دھیرے اپنے گھر کے حالات یوں بیان کئے ......کہ سرجی! میرے گھر پر میری والدہ اور میری بیوی کی نہیں بنتی ایک کہتی ہے کہ میں گھر کی مالکن ہوں تو دوسری کہتی ہے کہ یہ تو میرا گھر ہے پھر دونوں اپنے اپنے لمبے چوڑے خطوں سے مجھے کوستی رہتی ہیں۔ اور میں بڑا ہی پریشان ہوں۔ ادھر ماں کا رتبہ و مقام ہے اور ادھر بیوی کے حقوق ادھر میں ان دونوں سے بہت دور نوکری پر ہوں ۔مہربانی فرما کر میرے لئے دعا کریں۔ میں آپ کا احسان مند رہوں گا۔ اس کے پنجابی زبان میں آخری کلمات اس طرح تھے۔

سرجی تساں ساریاں لوکاں نو دعا دیکے اوناں دیاں اوکھیایاں نوں سوکھیایاں وچ بدلیا اے۔ ساڈے ارمان پورے ہون گے۔ تاں اساں مناں گے تے ساڈا اپنا وی۔ رلدا اے اسی تے کسے وسیلے تہاڈے پیری آن ڈگاں گے۔

ترجمہ:۔ جناب والا آپ نے دعا کر کے بہت سے لوگوں کو فائدہ دلایا ہے مگر میں تو اس وقت آپ کو تسلیم کروں گا کہ میری آرزو بھی پوری ہو۔ اور ہم تو آپ کے پڑوسی ہیں یعنی پنجاب کے رہنے والے ہیں اور اس لئے کسی وقت بھی آپ سے

ملاقات کر کے شاگرد ہو جائینگے۔

حضرت نے ساری جماعت کیساتھ گوپال سنگھ کے لئے دعا کے واسطے اپنے ہاتھ اٹھائے اور خدائے رحمان ورحیم سے التجا کرنے لگے۔گوپال سنگھ بھی ہماری طرح ہاتھ اٹھا کر دعا میں شامل رہا۔اللہ کریم کا کرم دیکھیے! کہ تقریباً ایک ہفتہ بعد اس کی والدہ کا خط ملا۔جس میں لکھا تھا کہ میرے پیارے بیٹے گوپال سنگھ سدا خوش رہو؟ میں نے اور تمھاری بیوی نے تمہیں بہت ستایا ہے اور اب ہم دونوں نے ہمیشہ خوش رہنے کا عہد کرلیا ہے۔اب تمہاری بیوی میری بہت خدمت کرنے لگی ہے۔اور میں اس کو پیار کرتی ہوں۔تم کوئی رنج نہ کرنا۔اپنی نوکری خوشی سے کرو۔اور جب چھٹی ملے تو آکر گھر کو دیکھ لو۔اب میں اور تمہاری بیوی پہلے کی طرح نہیں ہیں۔اب تو بھگوان کا کرم ہو گیا ہے۔سارا گاؤں حیران ہے کہ ہم دونوں میں اتنا پیار کہاں سے آ گیا ہے۔خط کا جواب جلدی ہی دینا۔

فقط تمہاری والدہ امرتسر

گوپال سنگھ خط پڑھ کر پھولا نہ سمایا اور دوسرے دن مجلس ذکر میں جلدی جلدی آیا اور حضرت مدظلہ العالی کو فوجی سیلوٹ کیا اور دعا کے مستجاب ہونے کی خوشخبری سنائی اور کہنے لگا! سر جی اب آپ کی مرضی ہے میں تو باوردی اور مسلح آپ کے سامنے کھڑا ہوں جو حکم کرو۔بندہ آپکا خادم ہے۔اور جو حکم ہو بجا لانے کو تیار ہوں۔جس چیز کی ضرورت ہو چند منٹوں میں لا کر ڈھیر کر دوں گا۔میں آپ کو اور آپ کے مذہب کو مان گیا ہوں۔چاہے تو آزما کر دیکھ لو میری جان تک حاضر ہے..................

حضرت مدظلہ العالی نے ہلکی سی مسکراہٹ سے ساری جماعت کیطرف تبسم

فرما کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔اور راقم الحروف کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا رشید صاحب "سن رہے ہیں آپ! یہ سنتے ہی گویا مجھ پر انوارات کی تجلیات گریں ایک خوشنما لہر سارے جسم میں دوڑی کہ تحریر میں نہیں لائی جاسکتی۔

پھر آپ مدظلہ العالی گوپال سنگھ سے مخاطب ہوئے کہ ہمیں آپ کی اشیاء اور آپ کی دلیری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم تو تمہیں اللہ اللہ کرنے والا دیکھنا چاہتے ہیں جس خالق نے ہم سب کو بنایا،اسی کی طرف متوجہ کرانا چاہتے ہیں یہ سنتے ہی گوپال سنگھ سخت کلف والی وردی میں رائفل سمیت اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے اور کہنے لگا! کہ سرجی اسی وی تیار آں،،حضرت مدظلہ العالی نے اس کو سب کے سامنے کلمہ طیب **لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ مُحَمّدُالرّسولُ اللّٰہ۔** اس کی زبان سے تین بار کہلوایا اور پہلا درس اسلام دیا کہ چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے ہر حال میں اس کلمہ کا ورد کرتے رہو! اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار رہوگا۔یہ سن کر وہ اٹھا اور ہمارے سامنے **لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ** کہتا ہوا چل دیا۔وہ اس وقت کیمپ ڈیوٹی کی گشت پر تھا۔دور تک اس کے بولنے کی آواز ہمیں سنائی دیتی رہی وہ مسلسل کلمہ شریف پڑھتے جارہا تھا۔چند روز گزرنے کے بعد وہ پھر ہمارے کیمپ میں گشت پر آیا۔تو ہمیں ملا اس وقت بھی ہونٹوں میں کچھ پڑھ رہا تھا۔ہم نے پوچھا! گوپال سنگھ کیا پڑھ رہے ہو کہنے لگا آپ نے جو مجھے سبق سکھایا ہے وہی ہر دم پڑھتا رہتا ہوں۔اور پھر زور سے پاؤں زمین پر مارکر آگے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر کہنے لگا۔کہ میجر صاحب کو میں نے چھوڑنا نہیں ہے۔زندگی رہی تو پاکستان پہنچوں گا۔چاہے تو مجھے گھربار ہی کیوں نہ چھوڑنا پڑے۔انہوں نے مجھے خرید لیا ہے میں میرا جسم اور میرا دل ان کے ہاتھوں بک چکا ہے۔

سودے کے لئے بر سر بازار گئے ہم　　　ہاتھ اسکے بکے جس کے خریدار ہوئے ہم

ایک شیطانی چکر

جہاں پر اللہ اللہ ہونے لگے وہاں شیطانی ٹولے کو کب چین آتا ہے۔ کہ وہ اسے جاری رہنے دیں۔ مگر جسے خدا رکھے ہندوستانی گارڈ کا ایک نیا عملہ متعین ہوا تو اس نے ہمارے باہم مل کر درس وتدریس کے لئے بیٹھنے اور ذکر فکر کے اوقات میں خاردار تاروں کے قریب ہونے کو جنیوا کنونشن کی خلاف ورزی کی ایکٹ بتا کر ہمیں باہم دور رہنے اور اکھٹے نہ بیٹھنے کی تلقین کی۔ جسے ہمارے ساتھیوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ہم تو اس سے پیشتر عرصہ سے اکھٹے بیٹھ کر درس وتدریس کرتے ہیں کسی نے نہیں روکا۔ آج تم کوئی نیا جنیوا کنونشن لائے ہو۔ دونوں طرف سے تلخی بڑھی تو ایک ہندو حوالدار نے سٹین گن تان کر کہا تاروں سے پانچ گز دور ہٹو ورنہ میں گولی چلا دوں گا جنگی جیالوں نے کہا اگر ہمت ہے تو تم گولی چلاؤ اور ہم اندر سے پتھر پھینکتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کون سبقت لے جاتا ہے۔ نو وارد حوالدار مع گارڈ کے کھسیانا ہوا۔ کیونکہ گولی چلا دینا اس کے بس کا روگ نہ تھا۔ لیکن وہ ہم پر سخت ناراض ہو کر یہ کہتا ہوا پلٹا کہ تم جمع ہو کر دکھاؤ میں اپنے بالا کمانڈر کو ابھی رپورٹ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے فوجی دفتر کی طرف بڑھا۔ وقت مغرب قریب تھا۔ بعد نماز مغرب ذکر اللہ کی مجلس کا آغاز حسب سابق شروع ہوا۔ ادھر گارڈ کمانڈر حوالدار نے اپنے ایڈجوٹنٹ کیپٹن کو رپورٹ دیدی غالباً وہ بھی نو وارد تھا۔ اس نے یہ رپورٹ اپنے کیمپ کمانڈر ریکانڈ لیفٹیننٹ کرنل کے ڈی پربھاکر کو بذریعہ ٹیلی فون دی کہ جنگی قیدی باہم اجتماع بھی کرتے ہیں اور گارڈ کے منع کرنے پر حکم نہیں مانتے بلکہ گارڈ کمانڈر کی سخت توہین کی ہے

وغیرہ وغیرہ۔

کیمپ کمانڈر نے کہا کہ اچھا میں ابھی آتا ہوں تم میرا انتظار کرو میں خود ان کا جائزہ لوں گا۔ ادھر ذکر اللہ مجلس کی باطنی تار حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی اور حضرت جیؒ سے ہوتی ہوئی گنبد خضرا میں داخل محسن انسانیت ﷺ سے فیضان رحمت بذریعہ پاس و نفاس جاری و ساری ہے۔ اور غالباً پانچواں لطیفہ جاری تھا کہ بھارتی کیمپ کمانڈر معہ اپنے عملہ و گارڈ کے پہنچا اور مجلس ذکر کے قریب آن کر جائزہ لینے لگا۔ تجربہ کے لحاظ سے معمر تھا اس کی عمر اس وقت پینسٹھ سال کے قریب تھی زندگی کے کئی ادوار اور مطالعہ کے بے انتہا اوراق پلٹ چکا تھا۔ اور اس کے علاوہ وہ لطیفہ اخفاء کے سبز و جمالی انوارات کے دامن میں کھڑا تھا۔ وہ بہت مسرور ہوا۔ ہر چند جائزہ کے بعد مزید سوچ بچار کر کے اپنے عملہ و گارڈ سے مخاطب ہوا۔ اور کہا کہ جنیوا کنونشن اپنی جگہ ہے اور یہ عبادت اپنی جگہ ہمیں ایسے کاموں سے کسی کو نہیں روکنا چاہیے۔ اور یہ تو بہت بڑی مقبولیت والی عبادت ہے میں خود اس کے بابت بہت مطالعہ رکھتا ہوں لہذا آئندہ اس قسم کے اجتماع کی میرے کیمپ میں اجازت ہے۔ پھر اس نے اپنی بات جاری رکھتے [illegible] سے بددعا کر دیں۔ تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ رائیگاں نہ جائے گی۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور وہ بیچارہ جاہل بھارتی گارڈ کمانڈر حوالدار اپنی تگ و دو پر بہت کھسیانا ہوا۔ اور پھر جب تک وہ ہمارے کیمپ میں ڈیوٹی پر رہا ہم سے کتا چھپتا رہا۔

اگلے دن ہمارے غیر ذاکرین دو سپاہیوں میں باہم کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ تو فوجی قانون کے مطابق ان کے عملہ نے ان دونوں کو کیمپ کمانڈر کے سامنے پیش کیا۔

ان دونوں کی گفتگو سننے کے بعد بھارتی کیمپ کمانڈر نے ان دونوں سپاہیوں کو یوں نصیحت کی۔ "کہ کیا تم دونوں پاکستانی جنگی قیدی ہو؟ دونوں نے کہا جی ہاں کیمپ کمانڈر نے کہا! کہ میں اس لئے تمہارا احترام کرتا ہوں کہ تم میں اللہ اللہ کرنے والے بھگوان کے داسی بھی ہیں۔ میں تمہیں سزا نہیں دینا چاہتا۔ اور تم دونوں کی غلطی کو در گزر کرتا ہوں۔ البتہ اگر پھر کوئی شرارت کی تو ضرور سزا دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح مجھے تمہارے نیک لوگوں کا احترام ہے تم بھی ان کے احترام میں اپنے ساتھیوں کے لئے بدنامی کا سبب نہیں بنو گے۔ اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر یہ تمہارے میجر صاحب اور دوسرے ساتھی ہمارے لئے بددعا کر دیں تو یہ تمام تالے ٹوٹ جائیں۔ اور ممکن ہے کہ اس کیمپ کے محافظ فوجی اندھے ہو جائیں۔ کیونکہ میں نے تاریخ کا وسیع مطالعہ کیا ہے کہ "دہلی شہر میں ایک مسلمان ولی اللہ کا واقعہ میں پڑھا اور سنا ہے کہ وہ جب کسی راستے پر بیٹھ کر ذکر اللہ پاس نفاس کرنے لگتے تو ہر گزرنے والا خواہ وہ ہندو ہو یا سکھ، پارسی ہو یا عیسائی وہ ان کا ہم جلیس ہو کر مسلمان ہو جاتا۔ اس لئے تم اپنے ان نیک ساتھیوں کو بدنام نہ کرو۔ اور ہم سے سزا لیکر ہمیں بھی بدنام نہ کرو۔ یہ کہہ کر دونوں سپاہیوں کو برخاست کر دیا ان دونوں جنگی قیدیوں سپاہیوں نے واپس کیمپ میں آ کر بھارتی ہندو کرنل کیمپ کمانڈر کے تاثرات بیان کیے تو رحمت خداوندی کے انوارات کی منظر کشی ہوئی کہ کس طرح وہ اپنے بندوں کے لئے رحمت بن جاتا ہے"۔

خداوند کریم ہم سب کو ان نیک مجالس میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

اللہ اللہ ہے تو گویا جان ہے ورنہ اپنی جان بھی بے جان ہے

مصر اسرائیل جنگ کا منظر

مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء رات کے تقریباً گیارہ بج چکے تھے۔ صوبہ بہار کے تاریخی شہر ''گیا'' میں اسیری کی راتیں پرتپش تھیں۔ مجلس ذکر کے ساتھی آہ سحر گاہی کی وجہ سے جلد سو جایا کرتے تھے۔ راقم بھی سو جانے کی فکر میں تھا کہ سامنے آہنی خاردار تاروں سے بنی دیورار کے پاس حضرت استاذ المکرم مدظلہ العالی نظر پڑے، دوڑ کر قریب ہوا، فرمانے لگے جو ساتھی جاگ رہے ہوں، انہیں جلدی بلالاؤ، حکم پاتے ہی بھاگم بھاگ دس کے قریب ساتھیوں کو ڈھونڈ جگا کر اکٹھا کیا۔ حضرت کے ساتھ انکے کیمپ کے چند ساتھی تھے۔ حضرت مدظلہ العالی نے جلدی جلدی لطائف کرائے پھر احدیت پر پہنچے تو حضرت مدظلہ العالی نے تمام ساتھیوں کو اپنی روح انسانی کے مجسم کے پیچھے پیچھے کسی جانب چلنے کا فرمایا۔ بعض ساتھی کچھ کمزور تھے آپ نے انہیں سنبھالا دیا، اور ساتھ لے لیا۔ اور کسی اجنبی علاقہ میں پہنچ کر اپنی اور ساتھیوں کی بلندی کو کم کیا۔ اور ساتھیوں سے پوچھتے پوچھتے زمین کا منظر نظر آنے والی جگہ کی بلندی پر رک جانے کا فرمایا۔ ہمارے لئے آج کا یہ سبق بالکل نیا تھا۔ گویا کہ اس بلند فضاء میں ہم اس علاقہ کی تمام تر زمینی کاروائیاں بخوبی دیکھ رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے سکرین مدھم کی خبر دی۔ آپ نے توجہ مرکوز فرمائی اور فرمایا؟ کہ تمام ساتھی اپنی استعداد کے مطابق نیچے کے زمینی علاقہ کی منظر کشی کریں۔ اور دیکھیں کیا کچھ ہو رہا ہے۔

منظر کشی:

قلبی طور پر یوں دکھائی دیا، کہ زمین پر ایک چمکتا ہوا دریا رواں دواں ہے

اس کے دونوں طرف بڑا گہرا جنگل ہے، مشرقی اور جنوبی حصہ کا علاقہ طویل جنگلات پر مشتمل ہے اتنے میں بڑے بڑے بلڈوزر اور کرین دکھائی دیتے ہیں۔ جنہوں نے ابھی ابھی اس دریا پر ایک عارضی پُل تیار کیا دکھائی پڑتا ہے، اور دیکھتے ہی دیکھتے اس پُل پر پہلا ٹینک چڑھ کر پار اترتا نظر آتا ہے۔ یکے بعد دیگرے بہت سے ٹینک پار ہو کر جنگل میں پہنچ کر اپنی دفاعی پوزیشن سنبھالتے نظر آ رہے ہیں۔ اور ادھر ہر ساتھی اپنی اپنی استعداد کے مطابق ایک روحانی منظر کی دید بانی میں محو ہے، خاموشی کا سنسنی خیز عالم ہے، البتہ کبھی کبھی حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی اس خاموشی کو دور فرما دیتے ہیں، تاکہ اسے سمجھنا آسان ہو جائے، اس دوران عجیب لطف و سرور حاصل ہوتا ہے، اتنے میں فرمایا اُوپر سے دیکھتے وقت بائیں کیطرف ایک طویل صحرائی علاقہ نظر پڑتا ہے، تو حضرت فرماتے ہیں، یہ صحرائے سینا کا علاقہ ہے اس علاقہ میں بڑی بڑی لا تعداد توپیں جا بجا نصب کی ہوئی ہیں۔

یہ اسرائیلی یہودی توپخانہ ہے، پھر یہ توپیں بڑے بڑے گولے برسانا شروع کر دیتی ہیں۔ ادھر مصری اپنے ٹینکوں کی توپوں کا منہ کھول دیتے ہیں۔ دونوں اطراف سے آگ کے طوفانی شعلے برسنے لگتے ہیں کہ حضرت مدظلہ العالی نے ہمیں اپنی فضائی پوزیشن کو تبدیل کرنیکا فرمایا، حکم ملتے ہی اپنی جگہ بدلی یعنی معرکہ آرائی سے کچھ پیچھے ہٹے، کیا دیکھا کہ فضاء میں سامنے کچھ روحانی مجسّم محو حرکت ہیں۔ اور صحرائے سیناء کی توپوں سے نکلنے والے گولوں کو بلندی پر روک کر پھر اسی جگہ اس کا رخ بدلنے پر متعین ہیں، گویا اسی کے سر پر اسی کی جوتی اس کے علاوہ مصری ٹینکوں کی توپوں سے نکلنے والے گولوں کو بلندی پر ایسا اشارہ دینے پر مامور ہیں کہ وہ صحیح نشانہ پر لگیں، ہم بہت حیران

ہیں کہ یہ کون سی مخلوق ہے جو اتنی سرعت اور بے باکی سے جنگ کے دائرہ کار کو اپنے کنٹرول میں لئے ہوئے ہے۔ اتنے میں حضرت مدظلہ العالی نے فرمایا! کہ تمام ساتھی کاروائی دیکھنے کے علاوہ یہ بھی گنتی کریں کہ ان درمیانی متحرک کارکنوں کی تعداد کتنی ہے۔ یہ تعداد ہر ساتھی گن لے، بعد میں پوچھا جائے گا، ہم میں سے ایک ساتھی چچا عزیز صاحب گجراتی یکدم فرمانے لگے، کہ جناب یہ تو چوبیس ہیں؟ آپ مدظلہ العالی نے فرمایا! پھر غور سے گنو! اور دل میں رکھو پھر پوچھنے پر بتانا بہرحال دونوں طرف سے ایک دوسرے پر آگ کے گولے بڑی تیزی سے برسائے جارہے ہیں، مگر فیصلہ ان کے نقطہ عروج پر متعین کارکنوں کے کنٹرول میں باذن اللہ ہے، چونکہ وہ ان گولوں کو گرانے اور کارگر یا ناکارہ کرنے کا حکم ربی رکھتے ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر علامہ اقبال کا مصرعہ یاد پڑا

فضاء بدر پیدا کر! فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

آخر کار صحرائے سینا، یعنی اسرائیلی فوج شکست فاش کھاگئی۔ ان کی بھارتی توپوں کے منہ مشیتِ ایزدی کے تحت بند ہوگئے، اور اسرائیلی بچی کھچی فوج بھاگتی ہوئی نظر آئی، بڑا بھاری مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا، اور مصری ٹینکوں نے گھیرے جنگلات سے نکل کر اس علاقہ پر قبضہ کرلیا، یہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد باطنی منظر کشی کی زندہ کہانی تھی موجودہ ساتھیوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق دیکھی۔

پھر حضرت نے دیگر امور کیوجہ سے آنکھ کھلوادی تو کہانی ختم ہوگئی۔ آنکھ کھلنے پر آپ مدظلہ العالی نے دوران جنگ فضاء میں متحرک کارکنوں کی تعداد کے بابت

ساتھیوں سے پوچھا! کسی نے کہا تیں، کسی نے کہا بتیس، مگر اس بار چچا عزیز صاحب نے کہا کہ چونتیس اور ایک دو اور ساتھیوں نے کہا کہ پینتیس چند دیگر ساتھیوں کے تجربہ کے مطابق ان کی تعداد چھتیس بنتی تھی، مگر یہ سب غلط تھے، پھر حضرت مدظلہ العالی نے فرمایا فضاء میں حرکت کے دوران صحیح اندازہ کرنا ناممکن ہے، پھر ان کی روحانی سُرعت اس قدر تیز ہے کہ شمار کرنا بہت مشکل بات ہے، مگر یاد رہے کہ یہ تعداد چالیس ابدالوں کی ہے اور ان پر ایک کمانڈر رہتا ہے جسے قطب ابدال کہتے ہیں، یہ ولیوں کی ایک طاقتور روحانی فوج ہے، جس کی سرپرستی اور احکامات دربار رسالت مآب ﷺ اور بحکم رب العالمین ہے۔ فتح و شکست خدا کی مرضی پر موقوف ہے، اور ان اللہ کے ولیوں کو یہ ڈیوٹیاں دی جاتی ہیں، ایک ساتھی نے فرمایا! ہمیں تو ان سب کے کمانڈر یعنی قطب ابدال تو آپ ہی دکھائی دیتے تھے، یہ سن کر آپ مدظلہ العالی مسکرائے اور فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يؤتيه من ايشاء (ترجمہ۔ یہ اللہ کریم کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے) پھر آپ نے .... ساتھیوں کو آرام کیلئے فرمایا اور مجلس برخاست ہوئی دوسری صبح ساڑھے سات بجے بھارتی ریڈیو نے جو خبر سنائی اس میں پہلی سرخی یہ تھی ، کہ گزشتہ رات مصری ٹینکوں نے نہر سویز پار کر کے صحرائے سیناء کے علاقہ پر قبضہ کرلیا، اور اسرائیلی فوج کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔"

یہ سن کر ہمیں بے حد روحانی قلبی مسرت ہوئی کہ یہ زندہ کہانی تو گزشتہ رات کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں، پس یہی فرق ہے ظاہر و باطن میں اصلی حکمرانی بحکم ربی اُمور باطنیہ کی ہے اور ظاہری امور تو ایک خول ہے۔

اللہ کریم ہم سبکو ان امور باطنیہ کی سوجھ بوجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حق کی مخالفت کا انجام

حق واضح ہوا اور باطل نابود، مگر شیطان کو اپنی ہٹ دھرمی سے کام، خواہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے جنگی قیدیوں میں اشرف نامی اکثر سکھوں اور ہندوؤں سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا، ہر وقت پیٹ کے چکر میں پھرتا خواہ اس کے عوض اس کے ملک وقوم کا کتنا ہی بھاری نقصان کیوں نہ ہو جائے۔

ایک دن شیطان نے اس کے کان میں پھونک ماری تو شام کی حاضری پر اس نے حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی کے خلاف باتیں کیں، جس سے ہم سب کی دل شکنی ہوئی مگر ایسے حالات میں اس سے الجھنا بہتر نہ سمجھا، بات ایک دوسرے کے منہ سے پھیلتی گئی............صوفیاء کی دل شکنی کا تذکرہ اقربیت تک پہنچا............فوراً اشرف کو جوابدہی کے لئے طلب کیا گیا، ایک ساتھی نے توجہ روحانی سے اٹھا کر اشرف کو حاضر کر دیا، وہاں کا جلالی منظر دیکھ کر اشرف کانپ گیا، وہاں اس کو سخت تنبیہہ ملی، دوسری صبح اشرف بستر سے نہ اٹھ سکا حتیٰ کہ ایک ہفتہ تک اس کا بدن جواب دے گیا، چلنے پھرنے کھانے پینے سے قاصر سب حیران کہ یہ کیا ہو گیا، وہ خود بھی پریشان کہ آخر کیا بات ہوئی ہے، جو مجھے سخت تنبیہہ جلالی انوارات میں دی گئی ہے، وہ دل کی سیاہی کے سبب کچھ نہ سمجھ سکا، پھر اس کو ایک ساتھی نے اہل اللہ یعنی حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی کی شان میں گستاخی کرنے اور مجلس ذکر کی شان میں توہین آمیز کلمات شام

کی حاضری میں کہنے کا یاد دلایا، تو وہ تائب ہوا، اور نہایت پشیمان ہوا، تب اسے آرام ہوا، اس کے بعد اس نے حضرت مدظلہ العالی یا مجلس ذکر کی مخالفت تو نہیں کی مگر موافقت بھی نہ کی، لیکن ہندو اور سکھوں سے دوستی گانٹھ کر پیٹ پوجا کے مفادات حاصل کرتا رہا، اس مفاد پرستی کی سزا اسے پاکستان میں داخلہ پر لاہور داخل ہوتے ہی ملی اور وہ کئی ماہ تفتیشوں کے جال میں دھر لیا گیا۔ اس طرح اور بھی کئی آدمی جنہوں نے حضرت مدظلہ العالی کی مخالفت کی وہ پاکستان پہنچتے ہی سزا یافتہ ہوئے اور سزا ان کی مقدر بنی۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

شیطان کا ایک اور وار

جُوں جُوں ذاکرین کی تعداد بڑھنے لگی، شیطانی ٹولہ نے بھی واردات میں اضافہ شروع کر دیا۔ اور جنگی قیدیوں میں ایک فرقہ واریت کی نئی لہر بذریعہ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۔ دوڑائی یہ کہ جنگی قیدی شرعی لحاظ سے مسافر ہیں، اس لئے نماز قصر ادا کیا کریں، پوری نماز ان پر فرض نہیں ہے۔

جاہل اور بدعتی قسم کے ذہن اس شر کی لپیٹ میں آ گئے، مسائل پر تبادلہ خیال ہوا، تو بات حضرت مدظلہ العالی کے سامنے کی گئی۔ آپ نے قرآن وحدیث کے حوالہ سے اس مسئلے کی مکمل وضاحت فرمائی، پھر حضرت جیؒ کے خطوط کے حوالہ سے بھی تسلی کرا دی اور ان حالات میں مکمل نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی، جب یہ بات جاہل ٹولہ جو شر کی لپیٹ میں آ چکا تھا، تک پہنچی تو حسد وبغض کے مارے جل اٹھے، اور انسانی روپ میں کردارِ خناس کی نقل کرنے لگے اور انہوں نے ہر وقت ہر گھڑی فرقہ بازی کی بات شروع کر دی۔ حالانکہ بات صرف نماز قصر یا نماز مکمل کی تھی مگر اس بات کو انہوں نے اتنا رنگ دیدیا کہ لوگ ایک دوسرے کے گریبان تک پہنچنے لگے، پارٹیاں بن گئیں، فرقہ بازی جنم لینے لگی، باہم ہانڈی وال نفرتوں میں بدل گئے، دوستی دشمنی میں تبدیل ہونے لگی، ایک پلیٹ میں اکٹھے بیٹھ کر خورد ونوش کرنے والے پیٹھ پھیر کر بیٹھ گئے۔ اور جو لوگ مسئلہ کے مطابق نماز مکمل ادا کر رہے تھے، ان کو ''وہابی'' ''بے دین'' اور نا جانے کیا کیا نازیبا فقرات سے داغا جانے لگا، اور پاکستان کے ایک مدرسہ سے انہوں نے ایک خط میں فتویٰ منگوا کر ہر جنگی قیدی کو وہ خط دکھا کر فرقہ بازی کو ہوا دینے لگے

،ہم سب پریشان اور حیران کہ یا اللہ یہ کیا ہو گیا! دشمن کی قید میں اور پھر یہ مذہبی تکرار باہم کشت وخون ، دست گریبان کیا معنی کافر اور لادین کیا کہیں گے؟ اور کیا سمجھیں گے؟ یہی ناں کہ ان کا مذہب ادھورا ہے، یا ان کے دین کے احکامات نامکمل ہیں، اور وہ تو پہلے ہی ہم میں تفرقہ ڈلوانے کے لئے ہر وقت اپنے غلط لٹریچر کے ذریعے کوشاں ہیں۔

حضرت استاد المکرم مدظلہ العالی نے اس بڑھتے ہوئے تفرقہ کو مٹانے کے حضرت جیؒ کے چند روز قبل آمدہ خط سے مدد لی، جس میں آپؒ نے تحریر فرمایا! عزیزم ،روحانی طور پر تمام مشائخ خاص کر سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ آپ لوگوں کی نگرانی پر ہیں، توجہ وتربیت روحانی کا ان کو خاص خیال ہے، میںؒ نے اپنے مشائخ بالا سے درخواست کی، تو جواب ملا، روحانی طور کی طرف سے آپ بے فکر رہیں، ہم کو ان کا خاص خیال ہے خاص کر بیگ صاحب کا، پھر ان کی جماعت کا۔"

(تحریر بنام کرنل فتح محمد مورخہ ۲۷-۸-۱۴) چکڑالہ۔

اس فرمان کے مطابق حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی نے تمام پریشانیوں کو دیکھتے ہوئے، روحانی طور پر حضرت سلطان الہند معین الدین چشتی اجمیریؒ سے رابطہ فرمایا، اور نماز قصر کے درپیش مسئلہ سے آگاہ فرمایا! اور ملاقات کی اجازت لے لی، بعد نماز عصر مجلس ذکر کی تربیت گاہ میں حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی نے ساتھیوں کو مراقبہ کرا کے قلبی توجہ فرمائی، چند ثانیے بعد اکثر نے قلبی نگاہ سے منظر کشی کی اور دیکھا کہ پہلے پہل سنہرے انوارات کا منبع برستا ہوا قائم ہوا گویا روشنی کا منارہ ہے، پھر ایک نہایت خوبصورت کرسی بچھی، اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک خوبصورت جلالی اور مہر

پر نورانی تاج پہنے باوقار شخصیت اس کرسی پر تشریف فرما ہوئی ، اہل قلب نے دیکھا محسوس کیا ، اور فرحت پائی ، حضرت بیگ صاحبؒ نے بڑھ کر معانقہ فرمایا ، پھر دیگر ساتھیوں نے پھر حضرت نے چند نام لے کر پکارا کہ نماز قصر کے متعلق جناب والا حضرت سلطان الہندؒ سے مسئلہ پوچھا جائے ، ایک ساتھی قریب ہوئے اور جنگی قیدیوں پر عائد شدہ نماز کے بابت دریافت کیا ، حضرت سلطان الہندؒ نے کچھ بیان کے بعد وضاحت فرمائی پھر چار فرض یعنی مکمل نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی .... یہ روحانی کلام تھا ، اکثر ساتھیوں کی سمجھ میں نہ آیا تو ایک ساتھی نے عرض کیا ، حضرت والا بات صحیح طور پر سمجھ میں نہیں آئی۔

حالات کے مطابق حضرت شیخ الہندؒ نے چار انگشت کھڑی کر کے اشارہ فرما دیا کہ نماز مکمل یعنی چار فرض مکمل ادا کرنا شرعی مسئلہ کا حکم ہے اس اشارہ کو ہر انجان ساتھی سمجھ گیا۔ پھر کچھ مزید نصیحتیں فرما کر آپؒ یکدم اوجھل ہو گئے۔ صرف اتنا سمجھ پڑا کہ وہ تمام انوارات کا سماں بالا منازل کیطرف سمٹ گیا .... اس منظر کشی کے بعد بات صاف ہو گئی اور عقیدہ درست ہو گیا ، کہ روحانی توجہ و تربیت کس طرح ہوا کرتی ہے ، یہ بات پورے کیمپ میں پھیل گئی ، کہ حضرت سلطان الہندؒ تشریف فرما ہو کر مسئلہ نماز کی وضاحت فرما گئے ہیں ، اور مکمل نماز پڑھنے کا فرما گئے ہیں ، یہ سن کر تو شریر ٹولہ کو اور بھی حسد کی بھڑکی کہ ایسی ہستیاں ان کے پاس کیسے آ گئیں اور بجائے ندامت کے مزید مخالفت پر کھل کر میدان میں آ گئے ، سچ کہا ہے۔

"رب رُسے تے عقل کھسے"

پھر اس کے چند روز بعد ریڈیو پاکستان کے مذہبی امور کی وزارت کے دفتر

کی طرف سے مکمل نماز پڑھنے کا اعلان کئی روز تک ہوتا رہا، جسے ہم خود سنتے تھے کیونکہ اس باہم فساد کی خبر ہمارے ملک پاکستان تک پہنچ چکی تھی۔

اس کے جواب میں شریر ٹولہ نے کہا کہ ہم پاکستانی اعلان کو نہیں مانتے ہم تو اپنے ہی مدرسہ والے مفتی کے فتویٰ پر عمل کریں گے.................قدرت خدا کی دیکھئے! تقریباً چھ ماہ بعد پاکستان کے اس مفتی ناقص مدرسہ نے بھی اپنے گھٹنے ٹیک دیے، جو کہ دین اسلام کا خود ساختہ مفتی الاعظم بنا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا کہ آئندہ نماز پوری پڑھیں اور سابقہ لوٹائیں۔ اگر قصر پڑھی ہے تو؟ جبکہ اس مدرسہ نے پہلے ان کو نماز قصر کا فتویٰ دیا تھا، پس یہی فرق ہے، صوفی اور مولوی میں ،کامل اور ناقص میں، پورے اور ادھورے میں ،اس پر اہل شر سخت نادم ہوئے مگر پھر بھی ڈھٹائی پر قائم رہے کہ ہم سابقہ آدھی نمازیں نہیں لوٹائیں گے، بلکہ آئندہ سے پوری نماز پڑھیں گے۔

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رُومؒ
تا غلامِ شمس تبریزیؒ نہ شُد

فائدہ:۔ یہی ہے اہل حق اور اہل شر کی پہچان اور فرق، جبکہ اہل اللہ کی روحانی تار ہر لمحہ ہر گھڑی دربار رسالت مآب اور عالم بالا سے ملی رہتی ہے، اور وہ فوراً اپنا معاملہ حل کرا لیتے ہیں، مگر اس کے خلاف کرنے والے دین کے پہلو سے بہت دور اندھیرے میں گھرے رہتے ہیں، اور وہ سب کچھ اپنی آن اور اپنی شان کے لئے کرتے رہتے ہیں، اور حق بات کو جانتے ہوئے بھی نہیں مانتے کیونکہ انہیں دنیاوی فائدے سے غرض ہوتی ہے دین اسلام سے نہیں۔

برزخی زندگی کا منظر

ایک روز ہم چند ساتھی استادِالمکرم (بیگ صاحب مدظلہ العالی) سے گفتگو کرر ہے تھے کہ ہمارے پاس ہی کھڑے ہوئے، ایک جنگی قیدی نائیک کلرک محمد صفدر سے مخاطب ہوکر حضرت مدظلہ العالی نے فرمایا، "صفدر صاحب آپ بھی ذکر فکر کیا کریں، اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد کیلئے کتنا اچھا وقت ہمیں مہیا فرمایا ہے، اور بڑی عزت کے ساتھ ہمیں قیام وطعام دشمن کی قید میں عنایت فرمارہا ہے، یہ سن کر نائیک کلرک صفدر صاحب مسکرا دیے، اور کہا کہ جناب اگر برا نہ مانیں تو عرض ہے، کہ میں تو اعلیٰ حضرت کا معتقد ہوں، (چونکہ گزشتہ فرقہ بازی کے حالات کی وجہ سے لوگ تفریقی نظریے کا شکار ہوگئے تھے۔)

اب اگر آپ مجھے اجازت فرماتے ہیں تو حاضر ہوجاؤں گا۔ آپ مدظلہ العالی نے فرمایا! ہاں آج بعد عصر تشریف لائیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے۔ اور ناچیز نے نائیک کلرک محمد صفدر سے عرض کیا، کہ آج آپ بعد نماز عصر ہماری اجتماعی گفتگو میں ضرور تشریف لائیں۔ آج کا یہ سبق ایک اہم سبق لگتا ہے۔ وقت آن پہنچا، نماز عصر کے بعد ساتھی جمع ہونا شروع ہوگئے، مگر ناچیز کی نگاہیں، بار بار محمد صفدر کی تلاش میں اُٹھ رہی تھیں، اتنے میں حضرت مدظلہ العالی تشریف لے آئے تو سامنے ہی سے محمد صفدر صاحب بھی جلدی جلدی آکر ناچیز کے قریب بیٹھ گئے۔ یہ آج پہلی بار اس گفتگو میں بیٹھے تھے، حضرت مدظلہ العالی نے چند تصیحات فرمائیں، پھر صفدر صاحب سے فرمایا کہ آپ حوصلہ میں ہیں اور اگر راضی ہیں برزخی حالات کا مشاہدہ کرلیتے ہیں۔

محمد صفدر صاحب نے رضا مندی ظاہر کی تو آپ نے سب ساتھیوں کو مختصر لطائف کرائے اور پھر صفدر صاحب کا نام لیکر اپنے ساتھ لیتے ہوئے باقی ساتھیوں کو اپنے پیچھے ہو لینے کا فرمایا .... کچھ گذر گاہوں کے بعد ایک قبرستان نظر پڑا، حضرت مدظلہ العالی معہ صفدر صاحب کے ایک قبر کے قریب کھڑے ہوئے، پھر باقی ساتھی بھی اس قبر کے پاس کھڑے ہو گئے، حضرت مدظلہ العالی نے توجہ فرمائی اور پاس انفاس کی کچھ کثرت کی، تو مطلع صاف ہوا............

اچانک قبر چاک ہوئی اور گرم ہوتے والے تنور کی طرح تیز جھلسا دینے والی آگ کی لپٹیں باہر نکلیں، ساتھی خوف کھا کر پیچھے ہٹنے لگے .... صفدر صاحب نے بھاگنا چاہا، مگر حضرت مدظلہ العالی نے تھام لیا عجیب ڈراؤنا سماں تھا۔ اندریں قبر ایک شخص لیٹا ہے اس کو سیاہ جھلسن والے دھوئیں نے گھیر رکھا ہے، اور سب سے زیادہ عذاب والی دہکتی ہوئی آگ اس کے ہونٹوں پر پڑ رہی ہے، اور وہ کرّاہ رہا ہے، رو رہا ہے، یہ دیکھ کر صفدر صاحب کی گھگھی بندھ گئی، زار وں زار رونے لگا، اور خوف کے مارے بلند سسکیاں لینے لگا، حضرت مدظلہ العالی نے صفدر کو دلاسا دیا اور فرمایا کہ صفدر صاحب گھبرائیں نہیں یہ سزا! اس شخص کو ہے، آپ کو نہیں؟ آپ تو صرف دیکھ رہے ہیں، اب آپ حوصلہ کریں اور ان سے ان کا نام پوچھیں اور یہ بھی پوچھیں کہ یہ سزا آپ کو کس بات کے عوض مل رہی ہے۔ مگر صفدر صاحب گویا گنگ ہو چکے ہیں۔

حالات برزخ دیکھ کر اپنی جان کی پڑ گئی، ان حالات میں کسی کو کسی کا کچھ بھی خیال نہ رہا ہے اور نہ رہیگا، صرف اپنی اپنی پڑی ہوگی، بالکل اسی طرح سب گم سم ہیں، آخر کار حضرت نے آنکھ کھلوادی تو گیا بھارت شہ کیمپ نمبر ۹۳ میں تھے حقیقت آشکارا ہوئی اور اپنی بخشش کے ذرائع قرآن وحدیث سے اخذ کرنے لگے۔

وطن واپسی

اٹھائیس ماہ کی مسلسل یکسوئی اور خاص رہنمائی کے بعد رحمت الٰہی کا باطنی اور روحانی دور تکمیل کو پہنچا اور مورخہ ۹ مارچ ۱۹۷۲ء کو گیا شہر کے ریلوے اسٹیشن سے صبح نو بجکر چالیس منٹ پر سپیشل ٹرین، ہمیں وطن عزیز پاکستان کی طرف لے کر روانہ ہوئی۔ اس وقت ہر شخص نئی امنگیں اور نئی آرزوئیں اپنے دل میں سموئے بیٹھا اس وقت کا منتظر تھا جبکہ وہ اپنے حاصل کردہ ان انمول موتیوں کو اپنے لواحقین میں تحفتاً پیش کرے گا۔ عجیب عجیب روئیداد سنائے گا اور انہیں حقیقی بلاوے کی دعوت دے گا اور سب سے بڑھ کر وہ اپنے شیخ طریقت، صدیق دوراں اور بحر بیکراں استادِ معظمؒ جو کہ اس وقت بقید حیات تھے۔ ان سے شرف ملاقات حاصل کریگا۔

اتنے میں یہ سپیشل ٹرین زمین کا سینہ چیرتی ہوئی بغیر کہیں ٹھہرے ریلوے اسٹیشنوں سے گذرتی گئی۔ شاید وہ بھی یہ جانتی تھی کہ ان احسان یافتہ مسافروں کی مسافت بہت لمبی ہے۔ اس لئے ان پر احسان کیا جائے۔ ہاں اس گذر جانے والے اسٹیشن کا نام کسٹھ تھا پھر اسٹیشن آتے گئے مثلاً لیریا، اسماعیل پور، رفیع گنج، بہرام سر جو کہ ایک بڑا ریلوے اسٹیشن ہے۔ پھر کمھو رشوسا گر روڈ، گنج خواجہ، مغل سرائے یہ بھی بہت بڑا جنکشن ہے۔ پھر دیاس نگر، کاشی شہر، یہ شہر جو کہ ہندو مذہب کا بہت متبرک اور مذہبی مرکز سمجھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ سے گنگا دریا گذرتا ہے یہاں پر دیکھا کہ ہزاروں سادھو ننگ دھڑنگ چلہ کشی کیلئے دریا کے کنارے کچھ پانی میں کھڑے منتر پڑھ رہے ہیں۔ کوئی اشنان کر رہا ہے، کوئی کنارے پر دھونی جمائے بیٹھا منتر کشی کر رہا

میں اکثر ہڈیوں کا پنجر نظر آتے ہیں۔ جو اس نیت سے اپنے آپ کو ڈھانچہ بنا لیتے ہیں کہ اس طرح ہمیں ہوا میں اڑنا نصیب ہوگا اور منازل بالا حاصل ہوگی (نعوذ باللہ) غرض عجیب منظر تھا۔ دور دور تک پورے ملک سے آئے ہوئے لوگوں کے خیمے ہی خیمے لگے تھے۔

اتنے میں نظروں کے سامنے آیا کہ ایک درخت پر ایک بوڑھا لنگور بیٹھا ایک لمبی جست لگاتا اور پھر دوسرے درخت پر جا بیٹھتا ہے۔ ان دونوں درختوں کا درمیانی فاصلہ اندازاً ڈیڑھ سو گز کے قریب لگتا ہے۔ اس وقت جمع شدہ وہ سادھو سنت متر کش کرتے ہیں...... ہمارے ڈبہ میں بیٹھے ایک سکھ سپاہی گارڈ نے ہمیں بتایا کہ ہندوؤں کے دیوتاؤں نے لنگور کا روپ دھارا تھا اس لئے یہ سادھوؤں کا مجمع اس کی پوجا پاٹ کر رہا ہے وغیرہ وغیرہ

ٹرین گذرتی جا رہی تھی اور ہم دیکھتے جا رہے تھے کہ ایک بہت بڑا اسٹیشن گذرا جس پر لکھا تھا۔ وارانسی پھر چونگری، سیوا پوری اور پھر لکھنؤ شہر جو کہ بھارت میں اردو علم و ادب کا گہوارہ اور بڑا تاریخی اور خوبصورت شہر ہے......

ٹرین چلتی جا رہی ہے اور ادھر دوسرا سورج نکلنے والا ہے۔ آج دس مارچ ۱۹۷۲ء کا دن ہو گیا ہے۔ تو ایک اسٹیشن پر نظر پڑی لکھا تھا۔ تمبر پور، رسوئیاں چٹیلی، صبح کے آٹھ بجنے والے تھے کہ ٹرین دھیمی ہوئی اور رک گئی۔ یہ بریلی شہر تھا۔ یہاں کا بہت بڑا ریلوے اسٹیشن ہے۔ یہاں ایک گھنٹہ ٹرین رکی رہی۔ اس اسٹیشن پر بھارتی فوج کی جاٹ رجمنٹ متعین تھی۔ بریلی اسٹیشن وسیع و عریض ہونے کے باوجود سول عوام اور مسافروں سے خالی پڑا تھا۔ صرف فوجی جوان حرکت کرتے دکھائی پڑے۔

یہاں پر ہمیں ناشتہ دیا گیا..... کاغذ جیسی دو چپاتی اور دال چنا ایک چمچ فی کس اور پاکستانی تحائف کے بسکٹ کا پیکٹ جو بند تھا۔ ایک ایک پیکٹ دیا گیا۔ پورے گھنٹہ کے بعد یعنی نو بجے ٹرین چل پڑی۔ پھر رام پور، کوسی، مراد آباد، اغوان پور، مطلب پور، کانٹھ، سیوہارہ، دہام پور، نجیب آباد جنکشن، فضل پور، چندوک، لکسر، رڑکی اور پھر پانچ بجے شام سہارنپور پہنچے جو کہ بھارت کا ایک مشہور علمی و ادبی اور بزرگان اسلام کا تاریخی شہر ہے۔ اس اسٹیشن پر ٹرین چند منٹ رکی پھر چل دی۔ یہ تاریخی شہر پرانی یادوں سے واسطہ نظر آیا۔ یہاں پہنچتے ہی ایک عجیب خوشبوؤں کی مہک سونگھنے میں آئی۔ جو لمحہ بہ لمحہ روح کو مسرور کئے جا رہی تھی۔ غور کرنے پر یاد آیا کہ یہ تو جگہ اہل اللہ عارفین کاملین کا مسکن ہے اور یہ ان کے دینی مجاہدات و مشاہدات کی روحانی خوشبو ہے۔ جو ان کی آخری آرامگاہوں سے چھلک رہی ہے گویا کہ

مٹی میں مل گئے ہیں مگر پھر بھی مہک ہے

بادِ صبا، یہ مشک ہے! کن کے مزار کی؟

اسی سوچ کے ساتھ ٹرین دھیرے دھیرے شہر کے درمیان سے گذری تو بلند صحن اور بلند ترین میناروں والی مسجدوں میں کھڑے مسلمان مردوں اور بچوں نے الوداعی دعا سلام اپنے ہاتھوں کو ہلا ہلا کر کیا۔ اس خوشی میں ہم سب نے کھڑکیوں سے سر اور ہاتھ نکال کر جواباً سلام سے ان کا خیر مقدم کیا اور مخیّر و فراخ دل جنگی قیدیوں نے اس خوش آئند موقع پر اپنی ضرورت کی اشیاء جس میں کھانے کی چیزیں، جوتے، کپڑے پاکستانی تحائف کا سامان اور دیگر استعمال کی چیزیں خیرات کے طور پر لوگوں میں پھینکنا شروع کر دیں۔ انہیں اٹھانے کیلئے دونوں جانب سے بھارتی عوام ٹوٹ

پڑے اور سوٹیڈ، بوٹیڈ لوگ بھی ہماری عنایت کردہ چیزیں اٹھائے بغیر نہ رہ سکے۔ حتیٰ کہ ہم نے خشک چپاتیاں پھینکیں وہ بھی زمین پر گرنے نہ پاتی تھیں۔

اس طرح بھارتی حکمران ٹولے کا پول کھلا کہ اپنے غریب عوام کی غربت کا خیال نہ کیا اور ناجائز مداخلت کر کے اپنے ملک کے عوام کو بھکاری بنا سکھا دیا۔ آخر کار ٹرین تیز ہوتی چلی گئی اور غریب وبیکس لوگ بے بس ہو کر مال واسباب لوٹتے لوٹتے تھک کر پیچھے رہ گئے۔ پھر ایک جگہ گاڑی کم رفتار ہو کر چلنے لگی تو سٹیشن پر لکھا تھا "پلکھنی" یہ سارا قصبہ سکھوں کا تھا۔ تمام سکھ مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے اپنی اپنی چھتوں پر اور گلیوں میں ریل کے قریب آ کر ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہنے لگے۔ ان میں بڑے ماڈرن قسم کے لوگ نظر آئے جو کہ مغربی ممالک سے مشابہت رکھتے تھے۔ گاڑی پھر تیز ہو گئی۔ پھر مصطفیٰ آباد، راج باڑہ اور پھر انبالہ شہر جو کہ ایک مشہور تاریخی شہر ہے۔ یہاں پہنچے تو رات کے آٹھ بجکر دس منٹ ہوئے تھے۔ ٹرین رکی اور یہاں پر متعین بھارتی فوج کی راجپوت رجمنٹ نے ہمیں شام کا کھانا دیا۔ کھانا ہم ان سے لے لیتے تھے تا کہ بھارتی غریب عوام کی جاتے جاتے ہم کوئی خدمت کر جائیں اور جب گاڑی چلتی تو یہی کھانا ان کے غریب عوام میں تقسیم کرتے جاتے وہ ٹوٹ پڑتے اور چھینا جھپٹی میں ایک ایک روٹی کے کئی حصے کر لیتے......

ٹرین ایک گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد چل دی...... کچھ سٹیشنوں کے بعد لدھیانہ، لڈو وال اور جالندھر شہر پہنچی تو سورج طلوع ہوا یہ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۷۲ء دن کا آغاز تھا ٹرین چلتی رہی...... پھر امرتسر پہنچے تو ٹرین آہستہ ہو کر چلتی رہی۔ وہاں کے شہری ہماری سپیشل ٹرین کو دیکھ کر ہماری طرف لپکے اور اشارہ سے کچھ مانگنے لگے۔ تو خیال آیا کہ یہ

کارروائی ہم سے پہلے جانے والے جنگی قیدی بھی کرتے گئے ہیں۔ہم نے بھی خوراک اور دیگر اشیاء امرتسریوں کو پیشکش کرنا شروع کیں۔وہ قریب ہوکر لپکنے لگے۔تو پہلے سے تعینات بھارتی پولیس نے ان غریبوں پر ڈنڈے برسانا شروع کردیئے۔مگر غریب مرتا کیا نہ کرتا۔ڈنڈے کھا کھا کر بھی وہ ہماری طرف سے دی گئی روٹیوں کے ٹکڑے ہر حال میں حاصل کر کے رہتا اور جب ٹرین تیز ہوجاتی تو لامحالہ وہ پیچھے رہ جاتے مگر ہمیں دعا دیتے ہوئے اور ہم بھی انہیں یہ کہتے گئے کہ زندگی رہی تو اس ظلم سے تمہاری جان چھڑا کر تمہارے پیٹ کا دوزخ بجھائیں گے۔(انشاءاللہ)

یہ سن کر ہمارے ڈبوں میں بیٹھے ہوئے بھارتی فوجی گارڈ کے جوان شرمندہ ہوکر کڑھے جاتے اور اپنے غریب عوام کی خستہ حالی اور حکمران ٹولہ کی نااہلی پر نادم ہوکر ہم سے نظریں چراتے دیکھنے میں آئے...... گاڑی تیز ہوگئی...... تھوڑی دیر بعد بٹاری، ٹانگرہ، جنڈیالہ، منڈیالہ اور پھر اس سفر کا آخری اسٹیشن اٹاری قریب ہی تھا کہ بھارتی غرباء کے ٹھٹ کے ٹھٹ کھڑے نظر آئے۔چلتی ریل کے دونوں طرف وہ ساتھ ساتھ دوڑنے لگے اور ہم نے بھی آخری خیرات وصدقات کی بارش شروع کردی۔بھارتی عوام ٹرین کے ساتھ دوڑتی گئی اور ہماری عنایت کردہ چیزوں کو اٹھا اٹھا کر خوش ہوتی گئی اور اپنی جھولیاں اٹھا اٹھا کر بڑے بوڑھے دعا دیتے دکھائی دیئے۔آخر کار اسی حالت میں اٹاری اسٹیشن آگیا۔اس وقت صبح کے سات بجے تھے اور مارچ کی بارہ تاریخ تھی۔یہاں پر بھارتی فوج کثیر تعداد میں تعینات تھی۔جو بھوکے عوام کو ہم سے دور بھگانے میں مصروف تھی اس طرح وہ انہیں بھگا بھگا کر اپنی شرمندگی پر پردہ ڈال رہے تھے مگر یہ بھوکے اور غریب عوام دور کھڑے ہوکر بھی ہمیں دل سے دعا دے رہے

تھے کہ ''خدا کرے یہ پاک فوج ان کی ہمیشہ مددگیر ثابت ہو اور بھارتی چنگل سے ان کو آزاد اور خود کفیل بنانے میں معاون ثابت ہو''۔ آمین ثمہ آمین

اٹاری اسٹیشن پر اتر کر ناشتہ کیا۔ اول تو وطن واپسی کی خوشی ہی ہمارے لئے ناشتہ تھی۔ پھر غریب عوام کی وہ لازوال دعائیں ہمارے لئے لنچ اور ڈنر سے کسی طرح کم نہ تھی پھر ہم نے فوجی ڈسپلن اور قواعد کے تحت فوجی دستوں کی شکل میں پیدل مارچ کیا۔ تقریباً دو میل دور واہگہ پوسٹ تھی۔ جہاں سے ہم نے وطن مقدس میں قدم رکھنا تھا۔ دس بجے دن ہم واہگہ پہنچے۔ ایک ایک آدمی بلاوے پر اس پار داخل ہوتا گیا۔ داخلے کی جگہ سے اندرون کی طرف خوبصورت راستہ سجایا گیا تھا۔ نیچے قالین بچھے تھے اور اوپر سٹیج سے پھولوں کی پتیاں ہر ایک پر نچھاور کی جاتی تھیں۔ اس کے آگے خوبصورت شامیانے لگے تھے۔ مقرر شدہ پاکستانی وزیر اور افسران ہر نو وارد کا استقبال کر رہے تھے اور شامیانوں کے اندر بڑی بڑی میزوں پر سجائی گئی رنگ برنگی مٹھائیاں پیش کر رہے تھے۔ مگر...... ہم سب آج خوش تھے۔ ہمارا تمام جسم ہی مٹھائی بن گیا تھا۔ ......وہاں سے خصوصی بسیں چلائی گئی تھیں۔ ان میں بیٹھ کر لاہور چھاؤنی آ گئے۔

لاہور سے فراغت اور چکڑالہ روانگی

۱۳ مارچ ۱۹۷۴ء کو شام چار بجے ہمیں لاہور چھاؤنی سے دو دو ماہ کی تنخواہ اور رخصت دیکر اپنے گھروں کو روانہ کر دیا گیا۔ مگر راقم نے لاہور سے خط گھر پر لکھ دیا کہ خیریت سے پاکستان پہنچ گیا ہوں۔ مگر ایک نہایت اہم کام کی وجہ سے ایک ہفتہ تک آپ کے پاس پہنچوں گا۔ کوئی فکر نہ کریں۔

یہی وہ دیدار اشتیاق تھا کہ اپنے بال بچوں سے ساڑھے تین سالہ مسلسل جدائی کے بعد ملاپ کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ اس لئے کہ اس نادیدہ مرد صالح مجسم اخلاق و محبت، معلم تصوف و سلوک حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ (جو بقید حیات تھے) کی زیارت کی تشنگی باقی تھی۔ اس تشنگی کو بجھانے کیلئے سنت کے مطابق ہم تین ساتھی ہمسفر ہوئے۔ جناب کیپٹن محمد ہاشم صاحب، جناب صوفی محمد الیاس صاحب اور ناچیز رشید احمد جیلانی۔ ۱۳ مارچ کی رات ہم نے جناب صوفی ملک محمد سلیم صاحب مدنی کتب خانہ گنپت روڈ لاہور کے ہاں گذاری۔ اس دوران ہم نے حضرت جیؒ کی لکھی ہوئی تمام کتابیں حاصل کیں۔ دوسری صبح ۱۴ مارچ کو ۹ بجے بادامی باغ اڈا سے چکوال کیلئے روانہ ہوئے۔ شام کو ۵ بجے چکوال پہنچے اور مسجد مجددیہ میں مرحوم مولوی سلیمان صاحب کے ہاں ذکر فکر و قیام کیا۔ پروفیسر حافظ عبدالرزاق صاحب اور پروفیسر محمد شریف صاحب اور دیگر ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت حضرت جیؒ کا حکم بھی

تھا کہ چکڑالہ آمد سے قبل ساتھی چکوال ہوکر آیا کریں۔ اگلے دن یعنی ۱۵ مارچ کو صبح چکوال سے چکڑالہ براستہ تلہ گنگ روانہ ہوئے۔ یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا اور ذوق زیارت صدیق دوراں...... کیا کہنے... تقریباً ۱۱ بجے بن حافظ پہنچے وہاں سے ۶ میل دور چکڑالہ گاؤں تھا۔ جہاں دورِ حاضر کی مقبول ترین ہستی جلوہ افروز ہیں۔ تانگہ پر سوار ہوئے تو اچانک گرمی کی تپش کو ہلکے سے ابر نے سایہ فگن کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے بالکل صاف موسم میں رحمت الٰہی کی ہلکی ہلکی بوندا باندی ہونے لگی۔ ادھر تینوں افراد کا قافلہ تسبیحات و مراقبات کے سبب ہم آہنگ ہوئے۔ رحمت الٰہی چھاتی گئی ہم تینوں اس اچانک موسمی تبدیلی پر بڑے حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کررہے تھے اور تانگہ دھیرے دھیرے منزل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے چکڑالہ گاؤں پہنچے۔ دیدار کی عجیب سی کشمکش موجزن تھی۔ جذب ومجذوب کی کشش پُرکشش دیکھی جارہی تھی...... اتنے میں حضرت جیؒ کا نورانیت سے پُر ڈیرا آگیا۔ اندر جاکر بیٹھے کہ حضرت کو اطلاع ہوگئی فوراً کھانا آگیا۔ جس کی لذت ہی عجیب تھی۔

ے وہ دن گذر گئے جو پسینہ گلاب تھا
اب عطر بھی ملیں تو محبت کی بُو نہیں

حضرت جیؒ جمعۃ المبارک کی تیاری میں تھے۔ کچھ دیر بعد تیار ہوکر باہر تشریف فرما ہوئے۔ نظریں ایک بار ملیں اور جھک گئیں۔ باری باری حضرت نے ہم سے معانقہ فرمایا۔ قلب پر تجلی گری ایک کڑک ہوئی۔ انوارات کا تانتا بندھ گیا۔ آج ساری ہی خوشیاں یکجا ہوگئی تھیں۔ آنکھیں اشک بار تھیں مگر دل مسرور...... انوارات کی

برسات بینے اور جسم پر گری..... گویا سب جل تھل کر گئی۔ اللہ..... ہم کتنے خوش نصیب ہیں یہ کسی کی دعاؤں کا صلہ ہے..... حضرتؒ تشریف فرما ہوئے۔ خیر و عافیت پوچھی۔ خصوصاً حضرت بیگ صاحب مدظلہ کی مکمل خیریت پوچھ کر دعا کیلئے ہاتھ بلند فرمائے۔ نماز کا وقت قریب تھا۔ آپ نے جامع مسجد چلنے کا فرمایا اور چل دیئے۔ ہم تینوں بھی حضرتؒ کے پیچھے پیچھے چلتے گئے۔ مسجد میں حضرتؒ نے بیان فرمایا بدعات کے بابت ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ اس سے قبل اتنا وسیع، فصیح اور جامع بیان کبھی نہ سنا تھا۔

اس کے بعد حضرت جیؒ نے جمعہ پڑھایا عجب منظر تھا۔ تلاوت قرآن مجید کیا کہنا سامعین کے سینے میں "ہر لفظ اکیلا اکیلا موتی کی طرح اترتا جاتا تھا۔ کیا کمال کی فصاحت و بلاغت تھی۔ نماز جمعہ کے بعد حضرتؒ کے ساتھ ہی گھر پر آئے۔ آپؒ نے ہر ساتھی سے گفتگو فرمائی اور دیدار قربت عطا فرمائی جو نایاب تھی۔ شام کا معمول حضرتؒ جی نے خود ہمیں کرایا۔ کیا بات اور کیا لطف تھا۔ اقربیت پر پہنچ کر کچھ نظر پڑا۔ عجیب پھولوں کی چادریں جو عجیب پھولوں کو گوندھ کر بنائی گئی تھیں اپنے اوپر گرتی ہوئی دیکھیں۔ قلبی احساسات چمک دمک اُٹھے اور قلب حسین گلدستہ کی طرح کئی رنگوں کے پھولوں کا مسکن دکھائی دیا کہ اسے دل میں صدیوں تک کھو جانے کو جی چاہتا تھا۔ وہاں وہ سب کچھ نظر پڑا جو دنیا میں نابود ہے تو یہ مصرعہ یاد پڑا۔

صحبت صالح ترا صالح کنند

دوسرے دن یعنی ۱۶ مارچ کا معمول حضرت جیؒ کے ساتھ کیا اور ۱۷ مارچ کو

حضرت جیؒ نے حجامت بنوائی تو موئے مبارک حاصل ہوئے اور حضرت جیؒ کی پڑھی ہوئی تسبیح حاصل ہوئی۔ ذکر فکر ہوا، قلب چلا پاتا گیا۔ پھر ۱۸ مارچ کو صبح کا ناشتہ حضرت جیؒ خود اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اندر سے لائے اور ہمارے سامنے رکھا ہمیں کھلا پلا کر اجازت فرمائی۔ الوداع ہوئے گویا کوئی شے ہم سے چھینی جا رہی ہے..... پھر چکوال واپس پہنچے اور چکوال سے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے.....

اور اس طرح نسبی رشتہ پر قلبی رشتہ کو فوقیت دیتے ہوئے ساڑھے تین سال کی مسلسل جدائی اور قید طویل کی صعوبتوں کے بعد جب اپنے اہل خانہ سے ملاقات ہوئی تو ان سب ہی نے حیرانگی سے پوچھا؟

"کہ آج آٹھ روز پاکستان میں آئے ہوئے ہو گئے ہیں
تمہیں کونسی رکاوٹ نے روک لیا تھا؟"

تو ناچیز نے یہ مصرعہ سنا کر انہیں سمجھا دیا اور آخر ان کو سمجھنا پڑا کہ

مکتبِ عشق کے دستور نرالے دیکھے
اسکو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

جنگی قیدیوں کی آمد پر خصوصی اجتماع

مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء تک تمام جنگی قیدی معہ تصوف وسلوک کی جماعت کے اپنی مکمل تربیت روحانی کے بعد وطن عزیز واپس پہنچ گئے۔ جو کہ استاد کاملؒ سے کمال یافتہ شاگرد خاص حضرت میجر محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ العالی کی تقریباً ڈھائی سالہ بندش کے دوران مسلسل محنتوں اور کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جن کی بابت استاذ کامل حضرت جیؒ ہمیشہ دلی مسرتوں کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ آج اس بات کا کھلا اظہار آپؒ نے یوں کیا کہ حضرت بیگ صاحب مدظلہ العالی اور ان کے ہاتھوں تربیت یافتہ کثیر جماعت کی آمد کی خوشی میں ایک اہم خصوصی اجتماع کا اعلان فرمایا۔ اس طرح پوری جماعت استاد کامل حضرت جیؒ کی قیادت میں پُرمسرت ماحول کے اندر جمع ہو کر بغلگیر ہوئی اور حضرت جیؒ نے کھلے دل سے ساری خوشیوں کے ساتھ منبعِ فیض کھول دیا۔ ہر ساتھی کی تجدید بیعت ہوئی۔ روحانی ترقیاں عود کر آئیں اور قربتِ شیخ کامل کا خوب موقع فراہم ہوا، اور اس چودھویں صدی ہجری میں روحانی تربیت کا یہ اجتماع مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا ذریعہ بنا اور اس اہم کارنامے کی تمام تر فضیلتیں اور نیکیاں استاد محترم میجر محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ کے حصے میں آئیں۔ خدائے قدوس ان کا حامی وناصر ہو۔ آمین ثم آمین

مُختتم بات

اور آخر کار قانون فطرت کے تحت بروز ہفتہ ۱۸ فروری ۱۹۸۴ء کو ایک ایسی ہستی بھی نظروں سے اوجھل ہوگئی جنہیں تا قیامت مجسم حیات رہنا چاہیے تھا۔ دین کی سربلندی کیلئے رشد و ہدایت کے درس و تدریس کیلئے معرفت و حقیقت کے موتی بکھیرنے کیلئے۔ مگر جو رب العالمین چاہے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مختصر تعارف بانی سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپؒ کی پیدائش ۱۹۰۴ء میں اپنے آبائی گاؤں موضع چکڑالہ ضلع میانوالی میں ہوئی۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم چک نمبر ۱۰ بی ضلع سرگودھا میں حاصل کی اور دورۂ حدیث مدرسہ امینیہ دہلی ۱۹۳۳ء میں زیر سرپرستی جناب مفتی کفایت اللہ مرحوم مکمل کیا۔ یونانی طب کے مطالعہ سے فارغ ہو کر درس و تدریس شروع فرمایا اور ۱۹۳۶ء میں آپ نے میدان تصوف میں قدم رکھا اور ۲۴ برس کی مسلسل کاوشوں سے اس میں کمال حاصل کیا۔

۱۹۶۲ء میں آپؒ نے سالکین کی تربیت بسلسلہ نقشبندیہ اویسیہ شروع فرمائی۔ آپ کے تربیت یافتہ آج دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جن میں سینکڑوں صاحب کشف و کرامت بھی ہیں اور اس سلسلہ کی تعلیمات کی منہ بولتی تصویر بھی۔ آپؒ کی پوری زندگی مذاہب باطلہ کے رد میں گزری۔ آپؒ چوٹی کے مناظر رہے اور باطل فرقوں کو بے نقاب کرنے میں اپنی تقریر و تحریر کا بے دریغ استعمال فرمایا۔ عبداللہ چکڑالوی کے باطل مذہب کی بیخ کنی بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی۔

آپؒ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ جن میں دلائل السلوک، حیات برزخیہ، الدین الخالص، سماع موتیٰ، حیات انبیاء، تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین، تفسیر آیات

اربعہ، بنات رسولؐ اور اسرار الحرمین آپ کی نادر اور انمول تصنیفات ہیں۔

یہی مشاغل دم آخر تک آپؒ کی مبارک زندگی کا جزو لاینفک بنے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۸ فروری ۱۹۸۴ء کو تقریباً اسی (۸۰) برس کی عمر میں آپؒ نے راولپنڈی میں دارالفناء کو خیرباد کہا اور ۱۹ فروری ۱۹۸۴ء غروب آفتاب کے ساتھ ساتھ تصوف وسلوک کا یہ بحر بیکراں اپنے جملہ کمالات کے ساتھ ظاہری نظر سے اوجھل ہو کر اپنی آخری آرامگاہ موضع چکڑالہ (مرشد آباد) میں موجزن ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆مقدس خطوط سے چند اقتباسات☆

یہ اقتباسات عارف باللہ، استاد کامل حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان مقدس خطوط سے لئے گئے ہیں۔ جو آپؒ نے دوران اسیری بھارت کے گیا شہر میں ذاکرین جماعت کی طرف ارسال فرما کر احسان عظیم فرمایا اور بے کس وناتواں، اسیرانِ ہند کو حوصلہ عطا فرما کر تصوف وسلوک کی انمول راہ پر چلنے کی راہنمائی خود بھی فرمائی اور دیگر اولیاء کرام وصوفیاء عظام خصوصاً سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ ترین نگہداشت پر مطمئن ہو کر بذریعہ خطوط مقید ذاکرین جماعت کو مطلع فرمایا اور عموماً پوری جماعت اور خصوصاً حضرت استاد محترم محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ العالی کیلئے وہ خصوصی عنایات وانعامات باطنیہ، بفضل باری تعالیٰ جل شانہٗ دربار رسالت مآبؐ سے دلوائے جو دیگر اکابرین سلسلہ کیلئے بھی باعث فخر ثابت ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ خداوند کریم ہم سب کو حق بات کا فہم عطا فرما کر اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین

ے حُبِّ درویشاں کلید جنت است
دُشمن ایں شاں سزائے لعنت است

مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۷۲ء کے خط میں آپؒ نے تحریر فرمایا

"میجر احسن بیگ

السلام علیکم!

پوری جماعت برزخ تک دربارِ نبویؐ میں دعا میں مصروف ہے۔ آپ دل جماعت ہیں۔ جواب خلاصی تفصیل سے محال ہے۔ بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمْ۔ حجاب الفساد ہے۔ جماعت کا السلام علیکم و دعا قبول"۔

اللہ یار خان

۸۹

میجر احسن السلام علیکم پوری جماعت برزخ تک دربار نبویؐ میں

دعا میں مصروف ہے آپ دل جماعت ہیں۔ جواب خلاصی

تفصیل سے محال ہے بیننا و بینھم حجاب الفساد جماعت

کا السلام علیکم و دعا قبول اللہ یار

مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۷۲ء کے خط میں کئی ساتھیوں کے خطوں کے جواب میں تحریر فرمایا

''آپ لوگوں کے معمول کو سحری کے وقت پاکستان بیٹھ کر کئی بار دیکھا کئی بار آپ کو کیمپوں میں دیکھا۔ کئی بار مسجد میں نماز میں، غافل تو آپ سے نہیں ہوں۔ میجر رشید صاحب کو مراقبہ موتو کرائیں اور جلدی نہ کریں۔ منازل مضبوط ہوں۔ قلیل ہوں مگر مضبوط ہوں۔ ان کو مشائخ سے حفاظت سے کلام شروع کرائیں کہ آپ کو ہر مشکل میں یہ کام دے گی۔ علی ہجویری داتا صاحبؒ سے آپ حضرت صاحب سے ونده شاہؒ صاحب سے غوث بہاؤالحقؒ سے دربار نبویؐ میں کلام کرا دینا کہ آئندہ آپ کو جوبات مشکل حل کرانی ہو۔ روحانی طور پر تو ان حضرات کے ارواح مقدسہ سے تسلی کرالیں۔ نماز ونوافل کی پابندی کرنا۔ خاص کر میجر رشید صاحب کو زیادہ پابندی کرنی چاہیے کہ شیشہ دل میلہ نہ ہوجائے نیز معمول سحری کے بعد اپنے لئے دربار نبویؐ میں دعا کیا کرنا۔ رسول خدا ﷺ سے بھی دعا کرانا، تمام میرے روحانی بچوں کو السلام علیکم۔

خدا آپ کا محافظ اور آپکو اپنے منصب پر ایک دن فائز الحرام فرمائے۔ آمین

الداعی الی الخیر ناچیز

اللہ یار خان چکڑالہ

۲۶ ۱ سنہ ۱۹۲۶

بنام مولانا محمد علی جعفر العلوی ریحان

تمہید سلام عزیزم میر اکبر حسین صاحب و میر رشید احمد صاحب و کلیشمیں رشید جعفر

و عزیزم خالد صاحب و عزیزم محمد یونس صاحب تحفۂ السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے بعد

معلوم ہو کہ جواب دیا خالد کو رسید صاحب کو سلام کہنا فرماتے ہیں کہ

سعد مسعود کو معلوم ہوگا کہ حضرت کا انتقال ہو گیا اور بیٹی کا انتقال کا جواب آیا تھا

ملک دیکھ کر بار بار خیال تھا کہ ان شاء اللہ بیجا ہوں گے میر رشید احمد صاحب

کو مرتبہ مولانا کو بیٹی کا رنج ہوا لیکن تمہارا خط ملا جس میں تفصیل ہے

مگر تفصیل سے زیادہ مشاغل سے فرصت کے لئے شروع کر دیا ہے کہ جس

تک یہ کام کیا اس لئے بیٹا صاحب و بیٹی عزیز و رفقاء صاحب کی

خوشی کے بیان سے قبل دربار میں تکلیف اور بیٹی پر ادا کر رہے ہیں

مل کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ مغفرت کی دعا کرتا ہوں مشغول کار ہیں

نماز پڑھتے رہنا میرے مرحوم میر رشید کو زیادہ یاد کرنا

مشغلہ ملک صبح کو پڑھا کرتے تھے اور اس طرح ہمیشہ خدا کا شکر

بیٹی تمہارا مطلب میرا خط میرے بیٹے کو ارسال کر دیا جائے

مولانا محمد علی

[illegible] وصال [illegible]
[illegible]

لاہور سے کوئی صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible] مشتہر [illegible] جا رہا ہے

[illegible]
[illegible] کرنا

فقط [illegible] والسلام [illegible]

مورخہ ۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو لیفٹیننٹ خالد صاحب کو جواب میں تحریر فرمایا

''بیٹا کوشش کریں محنت کریں۔ ابھی وقت ہے۔ چند دن آپ فارغ ہیں۔ بیگ صاحب موجود ہیں۔ بیگ صاحب آگے چل کر معمولی آدمی نہ رہے گا۔ معمولی آدمی نہ رہے گا۔ اس نے دین و دنیا دونوں حاصل کر لیں۔ نماز کی ذکر کی پابندی کریں۔

ناچیز حقیر فقیر

اللہ یار خان

مورخہ ۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو ایک ساتھی لیفٹیننٹ کرنل شاہ صاحب کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا

''دوسری دنیا چلو کچھ کرے مگر خلفاء اربعہ کی نسل خاص سیدنا علی المرتضیٰؓ وخاص کرمائی فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد کا اولین فرض ہے کہ وہ اپنی جدی میراث کو سنبھالیں۔ عزیزم میں بھی سیدنا ومولانا علی المرتضیٰ کی اولاد سے ہوں چونکہ یہ مناصب قطب مدار، قطب ابدال، قطب الاقطاب، قطب ارشاد، غوث افراد، قطب وحدت، صدیق یہ عموماً ان خلفاء کی اولاد میں ہی رہتے ہیں۔ ہاں شاذ و نادر جس پر خدا کی خاص

مہربانی ہو جائے شیخ کی قلبی توجہ اسکی طرف ہو۔ متبع شریعت کا ہو۔ تو ان کو بھی ان مناصب سے قدر حصہ مل جاتا ہے عزیزم نماز کی پابندی تہجد تک نہ جانے دینا۔ اتباع شریعت محمدیؐ ذکر پر دوام مشائخ سے رابطہ قائم رکھنا۔ جن کو مشاہدات ہو گئے ہیں۔ یاد رکھنا وارث انبیاء جو لوگ ہوتے ہیں ان کو فرعونی قارونی وشدادی میراث کی طرف توجہ نہیں کرنی پڑتی۔ ولی اللہ کو ایک اللہ ہی کافی ہے۔ ولی اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ دوسروں یا دوسروں کی کسی چیز کی طرف توجہ کرے۔ آپ لیفٹیننٹ کرنل ہیں اگر آپ کو پوری دنیا کی حکومت مل جائے تو بھی ولی اللہ کی جوتی کے برابر نہیں۔ چہ جائیکہ نبوت کی شان آپؐ سے پہلے حضرت سکندر ذوالقرنینؑ وسلیمانؑ پوری دنیا کے حاکم گزرے مگر انکو دنیا کی کسی چیز نے خدا سے نہ روکا۔ عزیزم دنیا ہو مگر خدا نہ بھول جائے آپ کا فرض ہے خداوند تعالیٰ آپکو ترقی عطا فرمائے، آپ طریقہ رسولؐ، اتباع رسولؐ، میراث رسول کو نہ بھول جانا، زمین ہماری نہیں، ہم زمین کے نہیں اس زمین نے ہزاروں پالے پھر ہڑپ کر گئی اور کھا گئی، میں آپ کو اور اپنی تمام روحانی اولاد کو سپرد خدا کرتا ہوں خاص کر عزیز و قیدیوں کی رہائی کا سبب خدا کے نزدیک تم ہی بنو گے دیگر بیگ صاحب سے عرض کرنا کہ روحانی طور پر آپ بعید نہیں، آپ کا حصہ اکثر دربارِ نبویؐ میں پیش ہوتا ہے۔ اور آپ کی رہائی کا معاملہ بھی تمام مشائخ کے سامنے پیش ہوتا ہے ہم آپ لوگوں کو بھول نہیں چکے، نہ ہی جماعت کو مگر ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہو روحانی طور کبھی کبھی آپ کے معمول میں شریک ہوتے ہیں۔ آپ کے ذکری حالات بھی دیکھے جاتے ہیں۔

تمام جماعت کو دست بستہ السلام علیکم

مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۷۲ء کو خط میں تحریر فرمایا

"اکثر فوجی باقی آپ کی جماعت قیدی ہندوستان پر ڈیوٹی ونگرانی وتوجہ ومعمول وغیرہ کی نظر کرنی۔ یہ تمام حضرت معین الدین چشتیؒ کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ فرمایا! یہ میری جماعت ہے۔ یہ میری روحانی اولاد ہے۔ کچھ مدت کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ خیریت ہوگی۔ یہ آپ پر تو ایک امتحان ہے۔ تمام جماعت کو دست بدستہ السلام علیکم عرض کرنا۔"

الداعی الی الخیر ناچیز
اللہ یار خان

[illegible]

شفیق محترم مرزا محمد حسن بیگ صاحب

السلام علیکم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہندوستان [illegible]

[illegible] حضرت سلطان العصر حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والسلام [illegible]

ایک ساتھی کے نام مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۷۲ء کو خط میں تحریر فرمایا

عزیزم! ''میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ میجر احسن بیگ کو صرف میجر خیال نہ کرنا۔ بلکہ اس کو خداوند تعالیٰ کا خاص بندہ خیال کرنا۔ انشاء اللہ آئندہ چل کر قطب مدار بنے گا۔ باقی اس کے دامن کو مضبوطی سے پکڑنا۔ اس میں آپ کیلئے بہتری ہے۔ میں نے آپ لوگوں کی تمام جماعت جو حلقہ میں آئی۔ حضرت معین الدین چشتیؒ کی نگرانی میں تبدیل کر دی۔ وہ آپ کے معمول میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کا بیان ہے جب تک یہ جماعت ہندوستان میں ہے میرے روحانی بچے ہیں اور میری جماعت میں ہیں۔ خود ان کی نگرانی کرتا ہوں۔ باقاعدہ معمول میں شریک ہوتا ہوں۔ کبھی اپنی جگہ سے القاء کرتا ہوں بلکہ حضرت سلطان العارفینؒ بھی ہمہ تن آپ کی طرف متوجہ ہیں۔ بلکہ مشائخ بالا بھی۔ احسن بیگ صاحب سے کہنا کہ جس کو مستحق جانے یا اس میں استعداد ہو اس کو سالک المجذوب ولی اور مراقبہ موتو کرا دیں۔ اگر زیادہ استعداد کا مالک سمجھیں تو پھر منازل بالا میں مسجد تک لے جائیں۔ آگے نہ لے جانا۔ نماز کی سخت پابندی نفل تہجد تک ترک نہ کریں۔ زیادہ تر زور مراقبات پر دینا۔

ہر ہر ساتھی کو سلام علیکم!''

الداعی الی الخیر ناچیز

اللہ یار خان

مورخہ ۱۴، اگست ۱۹۷۲ء کو دوران قید خط میں تحریر فرمایا

عزیزم! ''روحانی طور پر تمام مشائخ خاص کر سلطان الہند معین الدین چشتی اجمیریؒ آپ لوگوں کی نگرانی پر ہیں۔ توجہ و تربیت روحانی کا ان کو خاص خیال ہے۔ میں نے اپنے مشائخ بالا سے درخواست کی تو جواب ملا۔ روحانی طور کی طرف سے آپ بے فکر رہیں۔ ہم کو ان کا خاص خیال ہے۔ خاص کر بیگ صاحب کا پھر ان کی جماعت کا''۔

ناچیز

اللہ یار خان

مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۲ء کے خط میں تحریر فرمایا

"آپ جن جن رفقاء میں استعداد دیکھیں۔ ان کو سالک المجذوبی کرادیں اور آگے مسجد بھی کرادیں۔ آپ کو پوری جماعت کے برائے توجہ حضرت سلطان الہند معین الدین چشتیؒ کے سپرد کیا ہے۔ مشائخؒ بزرگ سے بات چیت کی تھی۔ فرمایا! آپ بے فکر رہیں۔ ہماری توجہ ان کے ہمراہ ہے خاص سلطان الہند نے فرمایا! یہ جماعت جب تک اس ملک میں ہے۔ میری جماعت ہے آپ بے فکر رہیں۔ خود حضرت فرماتے ہیں کہ میرا دھیان ان کی طرف پورا پورا ہے۔ باقی وصیت کی۔ خلاصی کے متعلق فرمایا۔ مطالبہ اس طرف سے شرط ہے۔ اگر مطالبہ ہو جائے پُر زور الفاظ میں تو آئندہ سال کام ہو سکتا ہے۔ جیسا میں نے آگے عرض کردیا ہے۔ آپ گو وصیت میں ہیں۔ مگر پوری جماعت بھی آپ کے ساتھ ہے۔ بیٹا! آپ کی قید ہی ان کی صداقت کا سبب بنی۔ اتنی جماعت اسیران کا راہ راست پر لانا جو آئندہ چل کر کام کر سکتے ہیں۔ بیٹا! آپ نے دین محمدیؐ کی فوج تیار کی ہے خدا تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

باقی پوری جماعت آپ کا حال ہر طرف سے لکھ کر دریافت کرتی ہے۔ باقی جماعت کا بھی خدا تعالیٰ جلدی ملاقات کرائے۔ بقایا پوری جماعت آپ کو السلام علیکم عرض کرتی ہے اور دعا بھی۔ خدا تعالیٰ آپ کو بمع پورے رفقاء کے جلدی اپنے وطن واپس لائے اور ملاقات ہو جائے۔"

الداعی الی الخیر ناچیز

اللہ یار خان

رمضان المبارک ۱۹۷۲ء کو موصولہ خط میں تحریر فرمایا جو ایک ساتھی کے نام تھا

''میں آپ سے آخری بات عرض کردوں۔ آپ کو بیگ صاحب نے صحیح اولیاء اللہ عارفین کی راہ پر لگایا ہے۔ یہی وصال الٰہی کا راستہ ہے۔ چلنے کی کوشش کریں اور ہر وقت یاد رکھیں کہ آخر ایک دن خدا تعالیٰ کے پاس جانا ہے۔ نہ آپ سے اس کرنیلی کا حساب ہوگا نہ افسری کا۔ نہ یہ چیزیں وہاں کام آتی ہیں۔ آپ خدا والے بن جائیں۔ ہم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور مٹی میں چلے جائیں گے۔ لیکن ہزار سال برزخ میں قیام ہوگا۔ نہ وہاں بیوی کام آئے گی، نہ بھائی، نہ مائی۔ عمل ہی کام آئے گا اور ایمان اپنی استقامت کی ہمیشہ خدا سے دعا طلب کرنا۔ ذکر پر دوام کرنا''۔

دل بیار دل، ہتھ کار ول کو یاد رکھیں

اتباع شریعت کا ہی تمام کمال ہے اور واحد ذریعہ ہے۔ والسلام

ناچیز

اللہ یار خان

مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو ایک ساتھی کے خط میں تحریر فرمایا

"میجر احسن بیگ صاحب نے احسان جو آپ لوگوں کی گردن پر ڈالا ہے وہ آپ اتار نہیں سکتے۔ بیٹا! دنیا فانی چیز ہے۔ چند روزہ ہے۔ بیگ صاحب نے آپ لوگوں کو وہ دولت عطا کی۔ جسکی معیاد ختم نہ ہوگی۔ ابدالاباد تک دنیا کو ایک وطن نہ بنالینا۔ وطن آپ لوگوں کا جنت ہے یا جہنم۔ خیال کرنا دنیا میں مکان بنایا جارہا ہے۔ جنت کا یا جہنم کا۔ خدا حافظ

فقیر حقیر

اللہ یار خان

مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو ایک ساتھی کے نام تحریر فرمایا

"احسن بیگ کے دامن کو مضبوطی سے گرفت رکھنا، تمام رفقاء کو میرا یہ پیغام سنا دینا کہ احسن بیگ کو صرف میجر فوج نہ خیال کرنا۔ بلکہ صوفی کامل خیال کرنا۔ اس وقت آپ لوگوں کو مرشد و شیخ و ہادی، پیر طریقت وہی ہے اگر آپ لوگوں کو خداوند کریم باخیریت وطن لائے۔ تو آپ لوگ بندہ تک پہنچے تو بذریعہ بیگ صاحب آئے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو بمعہ بیگ صاحب استقامت نصیب فرمائے۔ آمین"

حقیر فقیر

اللہ یار خان

مورخہ یکم نومبر ۱۹۷۲ء کو ایک ساتھی کے نام پوری جماعت کو خط میں تحریر فرمایا

''میجر احسن بیگ صاحب کو کہنا کہ جس رفیق میں استعداد دیکھیں ان کو سالک المجذوبی کرادیں۔ زیادہ استعداد والوں کو مسجد بالا تک لے جانا۔ بیعت بھی کرادیا کرنا مگر شرط لگانا داڑھی کی۔ ورنہ حضور ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔ خاص کر اس عاجز کو پھر تنبیہ فرماتے ہیں کہ بندے ٹھیک کر کے مجلس میں لایا کرنا۔''

حقیر فقیر

اللہ یار خان

تاریخ نہ لکھی گئی

ایک ساتھی کے نام خط میں تحریر فرمایا

''عزیزم! آپ اہل اللہ کی جماعت میں آ گئے۔ دنیا میں انسانی مخلوق سے بہترین مخلوق یہی عارفین کی جماعت ہوتی ہے۔ جنکا کا تعلق براہ راست خدا تعالیٰ اور رسول خداؐ سے ہوتا ہے۔ اس جماعت کے کاملین کو دنیا و دولت کی زینت وزیب و دنیا کی خوشحالی اور کسی کی فراوانی مال کر و فر وغیرہ......

ان کے قلوب پر فریب کا جال ہرگز نہیں ڈال سکتی۔ ابلیس کی ان کاملین سے ہمیشہ فکر رہتی ہے۔ عزیزم چوبیس سال سے ابلیس اپنی فوج کے تابڑ توڑ حملے کر رہا ہے۔ مکر بدستور جاری ہے۔ مگر بفضل اللہ اب دشمن سخت شکست کھا چکا ہے۔ میرے روحانی بچو! دنیا فانی ہے۔ ہم دنیا کمانے کیلئے نہیں آئے۔ نہ دنیا ہمارا وطن ہے۔ ہم برابر مسافر ہو کر سفر کر رہے ہیں۔ ہمارا وطن جنت یا جہنم ہے۔ آپ لوگوں کو یہ فوج کی افسری یہ تنخواہ کہیں خدا سے دور نہ کر دے۔ نہ ہی اپنے اصلی وطن سے دور کر دے۔ بیٹو! اس ابلیس لعین نے بڑے بڑے پہلوان گرائے ہیں۔ خاص کر اس کی نگاہ ان لوگوں پر ہوتی ہے جو زیادہ خدا والے ہوتے ہیں۔ میجر احسن بیگ سے کہنا کہ کوئی ساتھی حلقہ میں آ کر چلا جائے تو ذرہ برابر پرواہ نہ کرنا''۔ السلام

ناچیز

اللہ یار خان

مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۷۳ء کو ایک ساتھی کے نام خط میں تحریر فرمایا

"تمام کمالات کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ سوائے اتباع محمدیؐ کے کوئی دروازہ کھلا ہوا نہیں ہے۔ ابدالیت، نجابئیت، نقبائیت، اوتادیت، ساتادیت، قطبیت، غوثیت، قیومیت، فردیت، قطب وحدت، صدیقیت اور اسکے آگے بھی قرب عبدیت جس کو مقام اسرا کہا جاتا ہے۔ زبان سلوک میں یہ تمام مناصب محمد ﷺ کی جوتیوں کی خاک سے ملتے ہیں۔

یاد رکھنا! یہ مناصب جو میں نے بیان کیے ہیں۔ ان کے حصول کی دو ہی شرطیں ہیں۔ اول اتباع شریعت محمدیؐ بمعہ ذکر اللہ دوام اور دوم خلوص بالشیخ چونکہ شیخ سے قلبی تعلق ہوتا ہے۔ اور بہت ہی نازک تعلق ہوتا ہے۔ اس کا خیال کیا جائے۔ اس وقت آپ لوگوں کے شیخ اور مربی جناب میجر احسن بیگ صاحب ہیں۔

آپ اگر بندہ تک آئے تو ان کی وساطت سے آئے۔ ادب و تعظیم ملحوظ رکھیں اور خدا کے بندے بن جاؤ۔ تمہاری موت زندگی کا سوال اب ایک ہی دروازہ رب العالمین کا ہے۔

یاد رکھنا! حصول سلوک میں موت آئے تو حیات ہے، حیات ہے، حیات ہے۔ پوری جماعت کو یہ خط سنا دینا۔" والسلام

ناچیز

اللہ یار خان

ربنا ... ... اللہ ...

۲۶ ... پاکستان

بخدمت عزیزم گرامی منزلت ... صاحب السلام علیکم

... جناب سید محمد حسن ... صاحب ...

... خط ملا ... ...

... ... تمام ...

... ...

... ...

... ... تمام کمالات ... ...

... ... اہل البیت

... ...

... ... و صدیق

... ...

... ... تمام ... ...

ان تمام ... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ...

... ...

ان سے حصول ہو دوسری شرط یہ ہے کہ

وہ رسول کی اتباع شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرے یہ ذکر علی الدوام کے معمولات کا شیخ

شیخ سے چونکہ تعلق قلبی ہو جاتا ہے اور بیعت ہی

رہتے ہیں تعلق ہو جاتا ہے اس کا خیال کیا جاتا ہے دوست

کا اثر [illegible]

سو کو کہ شیخ اور مرید [illegible] اس لیے

رہے اگر شنیدہ تک اسے قرآن کا دوسرا ملفوظ

سنتے رہے [illegible] تعلیم ملفوظ الفضا اور [illegible]

اسے ان کا ادب [illegible]

[illegible]

سے رہے [illegible] اور اس کا [illegible]

سے [illegible] حصول [illegible]

[illegible]

[illegible]

مورخہ ۶ فروری ۱۹۷۳ء کو لکھے گئے خط میں تحریر فرمایا

''نماز کی پابندی اور کثرت درود اور کثرت نفی اثبات لاالٰہ الا اللہ میدان قیامت میں زیادہ قُرب اس شخص کو رسول اللہ ﷺ سے ہوگا۔

یاد رکھنا! آپ میرے روحانی بچے ہو۔ دنیا فانی چیز ہے۔ اس میں قیام کرنا ہماری اختیاری چیز نہیں ہے۔ انسان خود امانت خدا ہے۔ تم اپنے وجود کے بھی مالک نہیں۔ نہ اپنی صحت کے، نہ اپنی تکلیف کو رفع کر سکے۔ تمام چیزوں کا مالک خدا تعالیٰ ہے۔ اسکی رضامندی اسکی اتباع میں ہے اور اتباع فرمانِ رسول خداؐ پر موقوف ہے۔ بیٹو! تمام کمالات کے دروازے بند ہو چکے ہیں سوائے اتباع محمدیؐ کے اور کوئی دروازہ کمال کا کھلا ہوا نہیں ہے۔ ابدال، نجبا، اوتاد، قطب، غوث، قیوم، افراد، قطب وحدت صدیق، یہ تمام مناصب رسول خداؐ کی جوتیوں سے ملتے ہیں۔ خدا والے بن جائیں۔ یاد رکھنا اس افسریت، مجسٹری، کپتانی، کرنیلی کے پیچھے جو غیروں کے کرم پر موقوف ہے اور غیروں کے دروازے کی بھیک ہے، پڑ کر حقیقی مالک اور آخرت بھول نہ جانا۔ فانی دنیا یہ چند کھوٹی کوڑی زرد رنگ یا سرخ رنگ یا سبز رنگ کی دیکھ کر ابدی زندگی نہ تباہ کر دینا۔ وہ انسان کتنا بے وقوف ہے۔ جو چند خزف ریزوں کے پیچھے سنہری مکانات و باغات ابدی بھول جائے اور جہنم کا بالن بن جائے۔ تمہاری ملازمت چند دن ہے۔ اب تو خدا جانے کیا ہوگا۔ خوف خدا کرنا، نفس شیطان کے دامن میں پڑ کر اپنا نقصان نہ کرنا۔ احسن بیگ کا ذکر تمام جماعت تسبیح کے منکوں کیطرح کرتی ہے۔ بعض رفقاء بیگ صاحب کو جماعت کا قلب کہتے ہیں۔ تمام کو دکھ ہے۔ خدا حافظ''۔

ناچیز

اللہ یار خان

باسمه تعالی [illegible]

[illegible] شهر [illegible] ۱۳

نور چشمان عزیزم میرزا محمد [illegible] جناب [illegible] السلام علیکم

[illegible] عزیزم [illegible]

[illegible] عزیزم [illegible] عزیزم [illegible] عزیزم [illegible]

[illegible] عزیزم [illegible]

[illegible]

[illegible] السلام [illegible]

کثرت [illegible] شریف [illegible] کثرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تمام چیزوں کا مالک خود ہے اس کی رضا مندی کی تلاش
بہت ضروری ہے اور اس کی خوشنودی اور رضا مندی ہے
اور رضا مندی اس کی رتبہ عطا کرتی ہے اور اعلیٰ رتبہ عطا زبان اور
ضرور ہے معرفت سے بیشمار کمالات کہ درجہ عروج سے نمود پر
آ کے ملتی ہے سو اس رتبہ پر ملحوظ رکھنا کہ درجہ ارتقا حاصل کرنا
مشکل
معلوم ہوتا ہے مشکل ہے اور اولیا نے بیان فرمایا قلب خوش ہے
اور فرمایا ہے قلب وحدت ہے صوفیا نے جو تمام صاحب دل ہوا
ملے اس معلوم کہ جنتیاں کے ملک جس سے حاصل جانتی
یاد رکھنا اس راز سے بیشمار جنتیاں ارشاد کہ جیسے ہر جگہ
کا علم خود ہے یہ معرفت سے اور نظر والے کہ درجہ ارتقا جس کو عیب
سے رہ گئے ہیں جیسے کہ حقیقی مالک اور اعزاز کسی کو دیا
نام کی دنیا اس میں ہنر کسی کو دکھاتی ہے اور رب نے سرفراز کیا
کی دعا کر اور بھی نظر سے دیا اور دیا وہ انسان جسے دے وقت
سے جو ہنر معرفت اس نظر والے کے جیسے سبھی کا ما جو پا جاتا
اور جس کو وہ چاہے اور جس کو نعمت عطا فرما دے جو تمام اللہ
ہنر اور نفس سے رب جو چاہتا ہے کو ہی سے خوف خدا رکھنا

نفس شیطان کو مدام بیٹھ کر رنجا نقصان نہ کرتا
بیجہ رسشیدا مو جسا و کرگا ہے اب تا جاں رسما حیل وا کرا
سے او رسب شکر تو زیک تنہا ہا سا

سے رسوحانا بجون شیا رہے عاشق ایک تم کرتا ہی
سے عجب منظور حضور ہو تا ہے کس شیشی درطون با جوا کا
وہ حاجت و تفصیل سو کلا و جیس سکا

بیا رہے نہ عاشق ہو شہ مجبور ہا ہو
سب مسن حوبا تمام عاجت و السلام علیکم عزیزا
ہمراہ کیا سیار رہی ہے مارچ ۲۲ ہو تک ۱۳۵۳ روز
ہو جا گئے اور ہیل کیا روز حالی کر کیا تاکہ سب خرچ
رہنا ہیگا کا ذکر تمام عاجت شیخ منگوانا کارکا
لحظی رنقہ بیک ہے کو عاجت کا قلب کچھ نہیں
تمام کو دعا سے حضور حاضر ہیں الفقیر علی ... عفی عنہ .

مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۷۳ء کو ایک ساتھی کے نام خط میں تحریر فرمایا

"بیٹا! نماز کی سخت پابندی کرنا۔ نفل تہجد فرض عبادت کے بعد بہت بڑی فضیلت رکھتے ہیں۔ ذکر پر دوام کرنا۔ درود شریف کی کثرت اور نفی اثبات کی اور خاص خیال رکھنا۔ ابلیس لعین نے جماعت صوفیہ کے خلاف اپنی پوری جماعت کو مسلح کیا ہوا ہے۔ اور صوفیا کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے بڑے بڑے آدمی گمراہ کر کے دنیا سے رخصت کئے۔ جو آدمی ذکر کر کے پھر ترک کر دیتا ہے اور طرح طرح کی حجت بازی کرتا ہے۔ حقیقت میں وہ اس آیت قرآنی کا مصداق ہے۔ 'جس پر شیطان غالب آگیا، اس سے خدا کا ذکر بھلوا دیا'۔ وہ لوگ شیطان کی جماعت بن گئے۔ پھر جس شخص نے ذکر خدا سے روگردانی کر لی ہے ہم اس کا ساتھی شیطان کو بنا دیتے ہیں اور وہ شیطان ان کو خدا کی راہ سے پھیرتے ہیں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔ حتی کہ موت آجاتی ہے۔ بیٹا! یہ صوفیاء کی جماعت، منور القلوب لوگوں کی کو نہیں دیکھ سکتا۔ دشمن کیلئے ہر دوست سے تعلق توڑ دینا۔ بے وقوف انسانوں اور مجنونوں کا کام ہے۔ جس ابلیس نے ہمارے ابا کو جنت سے نکالا تھا۔ وہ اب ہمارا دوست ہو کے جنت میں نہیں جانے دے گا۔ بیٹا! یہ میجری، کرنیلی بعد موت کام نہ آئے گی۔ نہ بیوی، نہ بچے، نہ مال، نہ دولت، خیال رکھیں خوف خدا کرنا تمام رفقاً کو ایک ایک کو سلام علیکم۔

دامن بیگ مضبوطی سے پکڑنا، خالی میجر نہ خیال کرنا۔ وہ تمہارا شیخ ہے۔ والدین پال کر انسان کو موٹا کر کے دوزخ کا ایندھن بناتے ہیں۔ شیخ تربیت کر کے جنتی بناتا ہے۔ بیگ صاحب کی جوتیاں سر پر اٹھانا۔ خیال کرنا"۔

فقیر ناچیز

اللہ یار خان

مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۷۳ء کے خط میں آپؒ نے تحریر فرمایا

"ذکر وفکر کے حلقہ میں رہتے ہوئے اگر جان چلی جائے تو سمجھ لو کہ حیات ہے۔ حیات ہے۔ حیات ہے۔ اور دو اصول یاد رکھنا۔ اول شیخ سے محبت اور دوم شریعت مطہرہؐ سے مطابقت رکھ کر ہی آپ اپنی منزل پا سکتے ہیں۔

یاد رکھنا! آپ کے شیخ احسن بیگ صاحب ہیں"۔

والسلام

حقیر

اللہ یار خان

مورخہ ۷ جولائی ۱۹۷۳ء کے خط میں تحریر فرمایا

"میری توجہ اور مشائخ برزخ کی پوری توجہ آپ کی طرف ہے، آپ نماز نفل تہجد، کثرت درود اور استغفار کیا کرنا جو سورۃ یوسف کی آخر میں فاطر السمٰوٰت والارض انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما وَاَلحقنی با الصالحین (یوسف) کو کثرت سے پڑھنا خصوصاً ہر نماز کے بعد گیارہ بار پڑھ کر دعا طلب کیا کرنا، اپنی خلاصی کے لئے بار بار کیمپوں سے خطوط آتے ہیں کہ نماز پوری پڑھیں یا قصر، انکو کہا کرنا کہ نماز پوری پڑھا کرنا، وہ قصر نماز تو ان فوجیوں کے لئے ہیں جو ملک کفار میں داخل ہو کر مصروف جہاد ہوں، ان کو علم نہیں ہوتا کہ پندرہ دن ایک جگہ قیام ہو یا نہ، پھر آپ کی قید پندرہ دن تو نہ تھی، جب ایک جگہ ملک ہند میں آپ کو یقیناً معلوم تھا کہ قید پندرہ دن سے زائد ہو گئی تو پھر قصر کا کیا مطلب۔

باقی ذکر پر دوام کرنا، اور وسوسہ کیلئے آیۃ الکرسی کی کثرت سے پڑھا کرو"۔ والسلام:

الداعی الی الخیر ناچیز

اللہ یار خان

مورخہ ۷ جولائی ۱۹۷۳ء کے خط میں تحریر فرمایا

میں نے اس سے پہلے چار پانچ خطوط صرف آپ کے نام و کرنل فتح محمد مطلوب حسین صاحب کے نام لکھے تھے۔ تین دن سے بیمار ہوں آج روبصحت ہوں ۱۴ جولائی ۱۹۷۳ء کو منارہ چلا جاؤں گا۔ جماعت نے اس سال چالیس دن کا قیام منارہ رکھا ہے ۱۴ جولائی ۱۹۷۳ء سے ۲۶ اگست ۱۹۷۳ء تک۔ پانی کا انتظام عزیزم محمد اکرم نے کر لیا ہے ایک لاکھ دس ہزار سے ٹرک نیا خرید لیا ہے باقی جماعت بافضل اللہ بے حد ترقی کر چکی ہے۔ چین کی سرحدوں سے بھی آدمی حاضر ہوئے خاص کر بلوچستان میں سید محمد حسن سجادہ نشین نے بھرمار لگا یا وہ منارہ جماعت لیکر بلوچستان سے آئیگا بشیر صاحب لکڑی کے کاروبار میں کراچی لکڑی مال گاڑی پر لے کر گیا ہوا ہے منارہ آجائے گا۔ فی الحال حافظ عبدلرزاق صاحب وحضرت مولانا سلیمان صاحب لاہور میں ہیں جماعت لاہور میں بڑھ چکی ہے اس کی نگرانی کے لئے گئے ہوئے ہیں اور بعد منارہ کے، میں مولانا سلیمان صاحب اور مولوی اکرم صاحب حافظ عبدالرزاق صاحب انشاء اللہ گلگت اور کاغان کا دورہ بھی کریں گے وہاں کی جماعت سے وعدہ ہو چکا ہے میں نے عمرہ کا ارادہ اس بناء پر ترک کیا تھا کہ منجانب اللہ سخت غائبانہ تنبیہ ہوئی کہ جو جو آدمی آپ کے ہمراہ عمرہ پر جا رہے ہیں یہ محض آپ کی معیت کو چاہتے ہیں کبھی آپ حج پر نہ جا سکیں تو یہ حج کو بھی ترک کر دیں گے جن پر عمرہ ہے ان پر حج بھی فرض ہے اور یہ تارک فرضیت بن جائنگے اور پھر مولانا عبدالحق صاحب بمعہ کثیر جماعت کے تقریباً ایک صد آدمی کو لے کر چکڑالہ آیا کہ آپ عمرہ کا ارادہ ترک کریں ورنہ یہ حج سے محروم ہو

جائیں گے باقی منازل بالہ میں ذی استعداد ساتھی کو چلا جانا نہ ہر کس و ناکس کو جس کو صالح ظاہر شریعت کا پورا پابند دیکھیں اس کو مسجد نور سے بھی آگے چلا دینا اور کہہ دینا کہ اب باذن اللہ بافرمان مشائخ خود ہی چلتے چلو، انشاءاللہ میں خود ان کو غائبانہ توجہ میں سنبھال لوں گا اور مشائخ برزخیہ ہمراہ ہو جائینگے خیال رکھنا ظاہری شریعت اور خاص کر اتباع سنت رسول ﷺ کو ترقی منازل میں بہت دخل ہے ظاہری شریعت پر عمل کرنے کو زیادہ زور دینا لاٹریاں کے راستے 90 ساتھی حج پر جائیگا۔ جن کا امیر مولانا عبدالحق جوہر آبادی ہیں میں ملک غلام محمد صاحب، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ، ڈی ایس پی عزیزم حبیب الرحمٰن حاضر نوکری، ریاض، یوسف اور اکرم ہوائی جہاز پر جاتے وقت دعا کرنا فقط۔

۱۶

عزیزم احسن بیگ صاحب السلام علیکم

میں نے اس سے پہلے چار پانچ خطوط صرف اس لئے [illegible] کہ

[illegible] تمام [illegible] بیمار [illegible]

[illegible] 14 [illegible] جاتا تھا

اس سال [illegible] تمام [illegible] 14 [illegible]

[illegible] عزیزم محمد [illegible] ایک [illegible]

[illegible] جاتے [illegible] بفضل اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible] سید محمد حسن [illegible]

[illegible]

[illegible] حافظ عبد [illegible]

[illegible] حافظ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مورخہ ۷ جولائی ۱۹۷۳ء کے ایک اور خط میں تحریر فرمایا:

''بیٹا آپ لوگوں کے خطوط دل کو دوگنا پیار کرتے ہیں، بھلا بتاؤ جس شخص کی اتنی اولاد قید میں بند ہو، اس کو کیا چین مل سکتا ہے آپ لوگوں کا خیال تمام جماعت کو ہے خصوصاً مشائخ عالم برزخ کو بھی مگر بس کی بات نہیں، معاملہ تو طے ہو جاتا، مگر کاش کوئی طے کرنے والا بھی ہوتا، بیٹا آپ لوگ مسلمان ہیں، مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے مسلمانوں کی نسل سے ہیں۔

مگر یاد رکھنا مسلمان قوم اور وطن کا نام نہیں ہے، مسلمان تو ایک صفت ہیں جو اس سے موصوف ہو مسلمان ہے! انسان ایک قانون ضابطہ حیات ہے، لہذا نماز کی پابندی کرنا، عقائد اہل سنّت والجماعت کے مطابق بنانا، ذکر پر دوام، یہ تمام برکات ذکر سے ہیں جو دربار نبوی تک آپ کو لے جاتے ہیں عالم ملکوتی، ملائکہ وعالم امر میں لے جاتے ہیں، ملائکہ وجنّات وارواح سے باتیں کرواتے ہیں، ذکر میں سستی نہ کرنا، بعد سحری کے معمول کے لئے دعا مانگنا۔''

والسلام۔ الداعی الیٰ لخیر:۔

ناچیز حقیر

اللہ یار خان

باسمہ سبحانہ

[illegible]

71

[illegible]

بخدمت جناب [illegible]

السلام علیکم [illegible]

[illegible]

مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۷۳ء کے خط میں تحریر فرمایا

"جو رفقاء صاحب استعداد ہیں انکی ترقی کی کوشش کی جائے اور دوسروں کی اصلاح کی جائے تصوف نام ہی ظاہری باطنی تزکیہ کا ہے، ظاہر اتباع شریعت، باطنی میں تزکیہ باطن، باطنی لطائف، مراقبات۔

عزیزم! دین تین چیزوں سے مرکب ہے اور تین چیزوں کے نام ہیں۔

(۱) عقائد اصول دین (۲) اعمال واحکام ظاہری جن کو فروعات سے تعبیر کیا جاتا ہے (۳) تزکیہ باطن جس کو علم تصوف کہا جاتا ہے تو یہ تین رکعت ہیں ان میں ایک رکعت رہ گئی تو نماز نہ ہوگی کوئی شخص نماز مغرب کی ایک رکعت ترک کردے یا وتروں کی تو اس کی نماز نہ ہوگی اسی طرح تصوف دین کو سمجھیں، خیال کرنا، میجر بیگ کا دامن مضبوطی سے تھامنا، ان کی عزت دل میں ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کو اپنی کرنیلی، میجری، کپتانی کا خیال ہو، دریں راہ فلاں بن فلاں چیز نیست، ایسا شیخ مل جائے تو اس کی جوتی کی دھول بن جائے۔

چنیں یارے کہ یابی خاک اوشو — اسیر حلقہ فتراک اوشو
کہ باشد دوست آں یار خدائی — دلش روشن زنور آشنائی

نماز وذکر کی پابندی صحبت بیگ تریاق خیال کرنا۔ آپ لوگوں کو جو ملے گا وہ صحبت بیگ سے ملیگا۔ جن پر بیگ راضی ان پر تمام مشائخ راضی، جن پر بیگ ناراض تمام مشائخ ان پر ناراض بلکہ خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ بھی ناراض مسئلہ سلوک میں۔"

والسلام

ناچیز حقیر

اللہ یار خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب
چکڑالہ ضلع میانوالی
تاریخ ....

[illegible]

[illegible]

[illegible]

71

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسی موج شوق و درد کو جمعیت خیال آیا

بیکر بیتاب ہے [illegible] مضمون کے تھا

[illegible] عزت [illegible] سے [illegible] کو [illegible] بیکری

یہ خیال ہو [illegible] کہ [illegible] کا [illegible] نکل آیا

[illegible] دریں [illegible] [illegible] چنیں [illegible] [illegible]

اس کی [illegible] کا [illegible] گا

[illegible] [illegible] نشتر [illegible]

[illegible] دوست [illegible] [illegible]

[illegible] محبت بیتاب [illegible] شریک [illegible]

[illegible] وہ محبت [illegible] ملے گا

[illegible] سب [illegible] [illegible]

تمام [illegible] [illegible]

[illegible] سلام [illegible]

اسد

مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۷۳ء کو تحریر فرمایا

''میں پوری جماعت سے مخاطب ہوں۔ آپ دنیا کے گوشہ گوشہ پھرو۔ زمین کو چھان مارو۔ آپ کو کامل عارف نہ ملے گا۔ محال ہے محال ہے اور خوب یاد رکھنا۔ بیگ صاحب آپ کے پاس ہیں۔ جو موجودہ حالت میں جناب والوں کے شیخ ہیں۔ ان کی عزت تمام مشائخ کی عزت ہے اور خوب یاد رکھنا ان کی کاملیت میں ذرہ برابر بھی شک محال ہے۔ بتاؤ جس شخص کو مراقبہ احدیت، معیت، اقربیت ہو جاتا ہے۔ فنا فی الرسول ہو جائے۔ فناء بقاء ہو جائے۔ سالک المجذوبی ہو جائے۔ بیگ کی کاملیت میں شک کرتا ہے وہ احمق نہیں تو کیا ہے۔ جو شخص عالم خاکی سے نکال کر عالم ملکوتی سے بھی نکال کر عالم برزخ میں لے کر دربارِ رسالتؐ میں پیش کر دیتا ہے۔ میدان حشر دکھا دیتا ہے۔ اس کی کاملیت میں شک وشبہ کرنا۔ پھر بھی اس سے طلب کرامت کرنا۔ حماقت نہیں تو کیا ہے۔ عزیزو! حالت نازک صورت اختیار کر چکی ہے۔ آپ ہمہ تن بیگ سے لپٹ جاؤ۔ انکی محبت سے ہی تم کو جو کچھ حاصل ہوگا۔ خدا کے بندے بن جاؤ۔ نوکری بلکہ دنیا کی کوئی طاقت خدا سے دور نہیں کر سکتی نوکری کرو خدا کو یاد کرو عزیزو! دُنیا وہ چیز ہے جو خدا سے دور کر دیوے، نہ مال دنیا، نہ بیوی دنیا، نہ زمین، مکان دنیا نہ بچے دنیا ہے بلکہ دنیا وہ ہے جو خدا سے دور کر دیوے۔ نماز کی پابندی کرنا، سابقہ صوفیوں کی طرف خیال کرنا، ان کی محبت کو مدنظر رکھنا انکی غذا، انکا لباس انکے مجاہدات علیٰ اختیار کرنا وغیرہ، آپ لوگوں کو ہر طرح کی آزادی ہے اس دفعہ منارہ بڑی جماعت ہوگی۔ بعد منارہ میں گلگت چلا جاؤں گا، چین کی سرحدوں پر دہاں بھی جماعت ہے وہ آئے تھے دعوت دے گئے پھر واپسی کاغان جاؤں گا انشاءاللہ۔ تمام کو والسلام''

حقیر، ناچیز

اللہ یار خان۔

۹۶

فراموشی کسی را ہی یار جانی
اگر دو ہم صرا منزدیک دل

۷/۱۱ ربیع الاول [illegible]

بخدمت عزیزم محمد احسن بیگ صاحب و عزیزی شیخ محمد صاحب
و عزیزی مطلوب حسین صاحب السلام علیکم بعد تمنائے [illegible]
اب فرصت کی فرصت نہیں رہی سلسلہ کا سب حال [illegible] تمام [illegible]
[illegible] رسالہ [illegible] میں [illegible] ۱۴/۷۹ [illegible] ہوگا
[illegible] دن [illegible] تمام ہوگا اب [illegible]
معلوم ہوا کہ صورت دنیا [illegible] ہے اب یہ حال [illegible]
مصروف ہو کر [illegible] کا [illegible]
[illegible] دنیا میں [illegible]
[illegible] ہے [illegible] دنیا [illegible] گوشہ [illegible]
[illegible] اب [illegible] ملیگا [illegible]
سے [illegible] بیگ صاحب [illegible]
حالت میں [illegible] شیخ [illegible] عزت [illegible]
[illegible] کی عزت [illegible] یاد [illegible]
[illegible]
[illegible]

تب تو جب شخص کا یہ مرتبہ وحدت مطلق آئے تب ہو جاتا ہے
ہو جاتا ہے نعوذ باللہ رسول ہو جاتا ہے تبارک و تعالیٰ ہو جاتا ہے سالک
مجذوبی ہوگا بلکہ جب تک کہ وہ طالب میں رہے شک کہ جہاں تک
وہ عشق نہیں تو رہتا ہے جو شخص عالم کا کا بیت نکال کر
یہ عالم ملکوت سے سب نکال کر عالم میں قدم میں سیر
اور پار رسالت میں جیسے کہ رہتا ہے میرا حکم
دیکھا دیتا ہے اس کو طالب میں شعبہ ہٹا کر نکالا
ہوا ہے طالب مراقب کرتا ہے جیسا نہیں کرو کیا ہے
محمد رسول جانتا تا زندگی صورت اولیا اولیا سے آگے
سمجھ تو مستحب ہے لیکن جانے والا اس میں ہی تم لوگ
کمال حاصل ہو گیا ہو گا خدا کا بندہ بن جاتا ہو کر
ملکہ دنیاں کو کر رہا خدا کے دوست سے بہتی ہو
ہر ہر چیز کو یاد کیو عزیز دو دنیاں کر رہا ہے قسم
ہے جب خدا کے سوا گزر کر دل دنیاں نہ بس رہا
نہ اس میں پایا دنیاں سے بچے دنیاں [illegible]

خدا سے دعا کر دیجیے چیست دنیاں سیاست دنیا نہی

زر خدا عامل شدن ادا ی ورادی ہے چیست دنیاں زر خدا عامل ہو

نے سیاست و نظر و خدا زندگی

تو اگر ان سنت و علماء کا سابقہ صوفیہ کی طرف خیال کا

اثاثہ قسمت و دولت شکر گذار ادا کا خدا ادا کا سیاست دل

با عبادت تعلیم رفتار کا صوفیاء سے گزر

گئی ہے کہ اس کو آزاد دی ہے

اس دفعہ نماز بڑی بات ہو گی کہ نماز سے ملک

گلشن ملک کا ذوق چمن کی سر حدود اس کا

بات سے مرد ان کا دعوت دین کے ہو والی

ہم انسان کا خاتمہ ادا صاحب اللہ تعالیٰ جو کام

کرتے رہیں فیض سائل کی صحیح جو ارمغان

الہام سے ادا کیا [illegible] ارادہ مجھے کیا صحیح کا

[illegible] ادا کی بات [illegible] کیا جاتی

فرماتے

مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۷۳ء کے خط میں تحریر فرمایا

بخدمت عزیزم السلام علیکم میں منارہ تیار ہوں آج مورخہ ۱۱- جولائی ۱۹۷۳ء ہے جمعہ مورخہ ۱۳- جولائی ۱۹۷۳ء پڑھ کر بمعہ طلبہ چند رفقاء اپنے ماحول جو ہیں ان کو لیکر چلا جاؤنگا مسلسل چالیس دن انشاءاللہ قیام کرونگا زندگی بے اعتبار چیز ہے جو ساتھی مالک استعداد و قابلیت ہیں ان کو ترقی دی جائے بقایا کی اصلاح کی جائے عزیزم تصوف ہے ہی کیا اپنے ظاہر اور باطن کو صاف کیا جائے، ظاہر میں پوری اتباع شریعت وسنت خیر الانام ؐ کی نماز کی پابندی ہو حرام وحلال کی تمیز ہو، زبان لغو وخرافات سے پاک ہو دل میں ذکر خدا ہو دماغ پر خوف خدا ومعیت طاری ہو، صوفی ملازم بارگاہ ربوبیت و الوہیت دنبوت ہے۔ وہ خود تو جرم کیا کرے دوسروں کو روکے عزیزم یہ جہلاء وفقراء کا مقولہ ہے کہ شریعت اور چیز اور فقیری اور چیز ہے یہ محض جہالت ہے۔ میں آپ لوگوں کو خطاب کرتا ہوں اور بادب کے آپ اپنے تمام عقائد مذہب اہل سنت کے مطابق رکھنا ظاہری شریعت کی پوری اتباع کرنا۔ دوسرا باطنی اعمال باطنیہ پر دوام کرنا ذکر لطائف ومراقبات دل میں اللہ اللہ کرنا سلف صالحین کی راہ میں عزت ہونا دشمن اولیاء دشمن خدا ہے۔

حب درویشاں کلید جنت است دشمن ایشاں سزائے لعنت است ان کا دشمن ملعون ہے۔

عزیزم یہ وہ جماعت ہے جن کی مجلس بھی بدبخت نہ ہو۔ حدیث میں موجود ہے **هم قوم لا يشقى جليسهم** اور صوفیہ ایک قوم ہے جن کی مجلس بھی بدبخت نہ ہوگا، عزیزم زندگی چند روزہ ہے خاص کر آپ لوگوں کی اپنی ابدی زندگی چند روزہ زندگی کے

پیچھے ہلاک نہ کردیں میدان حشر میں نہ کپتانی کا سوال ہوگا نہ میجری کا نہ کرنیلی کا سوال ہوگا ہم نے تم کو عمر دی اس کو کہاں خرچ کیا میں نے مال دیا کہاں لگایا صرف تین چیز کا سوال نہ ہوگا معمولی کپڑا جس سے جسم کا سطر بن جائے دوم معمولی غذا جس سے بدن کی صحت رہے اور معمولی مکان جو گرمی سردی سے بچائے اس کے بغیر سوال ہوگا تمام جماعت کو اسلام وعلیکم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب
چکڑالہ ضلع میانوالی

تاریخ ....

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شعر

[illegible] ایشان [illegible] است

دشمن ایشان سزاے لعنت است [illegible]

عزیزم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تمام صاحبوں کو السلام علیکم

[illegible]

مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۳ء کو تحریر فرمایا

''پاکستان میں بھی ہر ماہ تیس چالیس آدمی نیا داخل حلقہ ہو جاتا ہے محمد افضل نامی ایک شخص عرب کے علاقہ سے الحاسہ سے آیا، اس کو وہاں کسی بزرگ نے بتایا کہ تم پاکستان جاؤ، وہاں ایک عارف باللہ آدمی ہے وہ آپ کو ملے گا جو آپ کی بیعت براہ راست رسول خدا سے کرا دے گا وہ کراچی رہا۔ تمام پیروں فقیروں کو ملا، مولویوں کو ملا جواب نفی میں ملا۔ آ کر استخارہ کیا۔ جواب ملا کہ لاہور جاؤ، لاہور بھی پھرتا رہا آخر رفقاء سے ملاقات ہوئی اب منارہ آ چکا ہے حالات بہت ہی عجیب رکھتا ہے، بے حد ذہین ہے، مشاہدات وکلام حد سے بڑھ کر حاصل ہوئی، اب دوبارہ پھر جلدی الحاسہ عرب چلا جائے گا مکمل ہو کر استنبول (ترکی) میں جماعت کا خط آیا کہ ہم کوشش کر رہے ہیں پاسپورٹ بن جائے تو منارہ حاضر ہو کر عرب سے ہو کر مکہ مدینہ سے کابل میں بھی جماعت پہنچ گئی ہے میں انشاء اللہ علاقہ کاغان کے مولوی فضل الرحمٰن صاحب وحافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کے ہمراہ کاغان چلا جاؤں گا۔ ہمراہی کے لئے ایک مولوی صاحب عمر رسیدہ گلگت اور روس کی سرحدوں سے آئے۔ روسی بولی بھی بولتا ہے، اب منارہ موجود ہے، لطائف کرتا ہے، اب صرف آپ لوگوں کے لئے دل سخت پریشان ہے۔

خدا تعالیٰ آپ سے جلدی ملائے کہ پریشانی دور ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔''

الداعی الی الخیر:

ناچیز حقیر فقیر

اللہ یار

۷/۲۳ وحدہ نمبر شمارہ

الراقم ۱۴/۱ ... فقیر حقیر فقیر اللہ ...

بخدمت عزیزم میر احسن بیگ صاحب و میر محمد حسن صاحب

و سید زمان شاہ صاحب و غلام ربانی صاحب و محمد ریاض صاحب

و رشید احمد صاحب السلام علیکم ان مذکورہ حضرات کے خطوط پہنچے

... ملے ... تقریباً ... خطوط ... کو

یا اللہ میر احسن بیگ صاحب و میر محمد سرور و میر غلام سرور صاحب

و سید زمان شاہ صاحب و ... حسن صاحب ...

صاحب و میر محمد حسن صاحب و میر رشید احمد صاحب ... کر

... میر احسن بیگ ... زمان ... السلام ...

... صوفی محمد ... ہو

... بیان ...

... سے ... الرحمٰن ... عالم ...

... ان ...

... کوشش ...

... سے ...

... ملی ...

... کو

... صاحب ...

... کر

Please fold here

رخصت ہو کر چلی گئی بذریعہ جہاز کے ساتھ تھی حاضر
ہوئے نہیں جماعت اور سب جدہ کی جو ترکی سے ترکستان لے گئی
یکماہ تیس کا رہا اور پھر نیا داخل علاقہ ترکی جانا ہے
محمد فضل نام ایک شخص عرب سے علاقہ ترکستان سے آیا
ترکستان جا کر ملے ایک
رسالہ ملک حسین کی شریف نے بنایا ہم ملک جو روس کی سلطنت کے زیر دست
علاقہ تھا بلاد روس کو (ترکستان تمام) زیر روس قبضہ کو
رسالہ فدائے اسلام لگاتار ہو گئی اور شام اور دوسری جگہ
مسلم دوران کی ملک سعود سے
جو روس کے ملک میں جا کر الحاق ہو تمام ملکے اور قبضہ
سے ملاقات ہوئی کہا اور آخر حالات بتائے
عجیب رنگ تھا ان مسلمانوں کا حکومت وطن چھوڑ گئے
حاصل ہوا دوبارہ ہو چلی الہ عرب ملک
جا کر مکمل ہو کر مستقبل میں جانا تھا
کر کے رسالہ ... ملک جانا ... اور
جا کر ... عرب ... مدینہ منورہ ...
... بیگم ... ۲۰ ...
... ۲۲ ...

صاحب [illegible] کا [illegible] کے مولوی [illegible]

صاحب [illegible] عبدالرحمٰن صاحب کے [illegible]

[illegible]

صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خدا تعالیٰ [illegible]

ملاقات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خدا تعالیٰ [illegible]

[illegible]

27 7/73 [illegible] اللہ [illegible]

[illegible]

مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۷۳ء کو تحریر فرمایا

عزیزم! ''اس دور حاضرہ میں جو الحاد کی سیلاب میں دنیا بہ چکی ہے، یہ پدرم بن سلطان بود سے بھی آگے نکل چکے ہیں ان کا تعلق خدا رسولؐ سے بھی ٹوٹ چکا ہے۔ یہ لوگ اخروی مواخذہ کے منکر ہو چکے ہیں انکو صرف دو چیزوں کی ضرورت ہے، ایک دولت کی خواہ وہ خزانہ قارون سے یا خزانہ نمرود و قیانوس سے مل جائے۔ دوسرا عزت و کرسی کی خواہ وہ دربار فرعونی سے حاصل ہو جائے، یہ دربار رسولؐ کی کرسی کے قائل ہی نہیں ہم پاکستان میں سنگریزے جمع کر رہے ہیں کہ ان میں موتی ہیرے نکل آئیں جو دین محمدی ﷺ کے خادم بن جائیں۔ خداوند کریم کے مخلص بندے بن جائیں۔

عزیزم! آپ کو بذریعہ میجر محمد احسن بیگ راستہ صحیح تصوف اسلامی مل گیا ہے۔ اس پر مضبوطی سے چلیں۔ دنیا فانی ہے اس کو فانی سمجھنا، اس چند روزہ زندگی کے پیچھے ابدی زندگی برباد نہ ہو جائے خیال کرنا ولی اللہ کو صرف اللہ کی ضرورت ہے احسن بیگ نے تمہارے سامنے صحیح تصوف اسلامی پیش کیا ہے۔ جو دنیا بھر میں نابود ہے یاد رکھنا آسانی سے چیز مل جائے تو اس کی قدر دل میں کم ہوتی ہے۔ نماز کی پابندی بمعہ نوافل اور ذکر فکر پر دوام کرنا۔'' والسلام

الداعی الی الخیر:

ناچیز

اللہ یار خان

ذریعہ رجسٹری [illegible]

7 [illegible] 73 روز شنبہ

[illegible] صاحب السلام علیکم

بخدمت عزیزی [illegible]
جناب [illegible] خط جو بنام میر محمد حسن
[illegible] تھا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ایک دولت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

غرض تمام رسول کو مقدم ہے ہر ایک حسن ہیئت در اصل ہے تصوف اسلامی
کی ماہیت یہ ہے کہ اپنے نفس کو ایسا بچائیں دنیا کی فانی ہے جس کو فانی
سمجھا اس کو حقیر جان کر ترک کر سکے آدمی زندگی پائیدار
نہ شود جا مبادا دل ان فروعات میں پھنسا رہ ،،
کم از کم یہ دنیا دھندوں میں پھنسا دے کہ خیال از ما سوی اللہ کو
حرف اللہ کی ضرورت ہے خلاف طریقت ہو ہر دو ہوا
تمنا مقصود از خدا غیر خدا [illegible]
تصوف اسلامی میں نفس کشی کا مطلب جو روحانی [illegible]
خیالات کو رسائی [illegible]
[illegible]
کر دیا

مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۷۳ء کو تحریر فرمایا

''اس دفعہ منارہ، تبت، چین اور روس کی سرحدوں سے بھی آدمی آئے تھے۔ بذریعہ ہوائی جہاز، اور عرب سے الحاسہ سے بھی ایک ساتھی محمد افضل نے سنایا کہ میں تقریباً آٹھ دس سال ایک نیک وصالح انسان بزرگ کے پاس جاتا رہا۔ آخر میں نے ان سے کہا کہ طریقہ، سلوک کی تعلیم مجھے فرمائیں، تو خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن فرمایا کہ تم کو پاکستان میں ایک کامل اکمل عارف باللہ ملے گا۔ جو براہِ راست رسولؐ کے دست اقدس پر بیعت کرائے گا، کہتا ہے پھر میں مدینہ میں رہا، وہاں ایک عارف سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا کہ اگر علم سلوک کے حصول کی محبت ہے تو پھر پاکستان جاؤ۔ وہاں تم کو خدا کا بندہ ملے گا۔ اس اثناء خواب میں رسول خداؐ نے فرمایا! کہ پاکستان جاؤ وہاں تم کو ایک عارف مل جائے گا۔ وہ کراچی آیا بڑا پھرتا رہا لاہور بھی کافی عرصہ تلاش کرتا رہا، آخر ایک ساتھی سے سمن آباد کی مسجد کے پاس ملاقات ہوئی۔ وہ لے کر مسجد میں رہا۔ اور حلقہ میں داخل کیا، غضب کے مشاہدات رکھتا ہے۔ میں نے منازل بالا طے کرا کے اجازت دے کر روانہ کر دیا ہے انشاء اللہ حج پر ملیگا۔ تمام جماعت کو اسلام علیکم عرض کر دینا۔ کل کا دن پرسوں واہ کینٹ معہ حضرت شاہ صاحب پھر کاغان چلا جاؤں گا۔ انشاء اللہ۔

الداعی الخیر:

ناچیز

اللہ یار فقیر

مورخہ ۷ اگست ۱۹۷۳ء کو تحریر فرمایا

عزیزم! ''میری نگاہ میں تمام سپاہی سے لیکر کرنل تک تمام کے تمام ایک صف میں ہیں ایک نگاہ سے تمام کو دیکھتا ہوں، تمام میری روحانی اولاد ہیں صرف احسن بیگ مقدم اس بناء پر ہیں کہ آپ کی رہنمائی ان کے ذریعے سے ہوئی اور وہ صاحب مجاز ہیں پھر بہت بڑے عظیم الشان منصب پر خدا نے ان کو فائز فرمایا۔ یہ انعام ان کو آپ لوگوں کی ہدایت وراہنمائی کی بناء پر ملا غالباً ان کی قید بھی اسی وجہ سے ہوئی معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ابھی قید میں ان کے ذمے مزید کوئی اور کام بھی ہے خدا تعالیٰ نے ان کے وجود سے کام لینا ہے جب وہ کام پورا ہوگا۔ اس وقت آپ لوگوں کی خلاصی ہوگی۔ بیٹا آپ خالی پریشان نہیں، ہم اور پوری جماعت جو زمین پر چپہ چپہ جا چکی ہے وہ ساری پریشان ہے۔

بیٹا! نماز وذکرِ خدا کی پوری پابندی کرنا۔ بیگ سے مضبوطی سے چمٹ جانا اس کا دامن خوب پکڑنا'' والسلام

الداعی الی الخیر:

ناچیز فقیر

اللہ یار

کامل نظر (1)

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست

دست او جز قبضۂ اللہ نیست

(مرشد کامل کا ہاتھ غائباں مرید سے کوتاہ نہیں جو کہ اس تک نہ پہنچ سکے
اور اس کا ہاتھ اللہ کے قبضہ قدرت کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں ہے)

حیات طیبہ میں ہی آپ (مرشدنا حضرت مولنا اللہ یار خانؒ) نے فرمایا تھا کہ خدائے ذوالجلال نے جہاں دیگر اہل اللہ میں مجھے چند اضافی خوبیوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ خوبی بھی مجھے عنایت ہوئی ہے کہ: ہزاروں میل کی دوری پر ہوتے ہوئے بھی اپنے شاگردوں کی تربیت اور دیکھ بھال کرسکتا ہوں: مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۷۶ کو عشاء کی نماز معمول کے مطابق حاصلپور شہر کی بلند اور وسیع العریض جامعہ مسجد میں ادائیگی کے بعد گیٹ پر پہنچا تو گیٹ کے بائیں طرف شیشم کے درخت کے پاس لوگوں کا ہجوم لگا ہے اور رونے کی آواز بھی ہے ہم بھی انکے قریب ہوئے اور دیکھا تو عجیب حیرانگی ہوئی کہ ایک قدآور نوجوان درخت کے موٹے ٹہنے پر دونوں ہاتھ لگائے ہوئے ہے، پکڑے ہوئے نہیں اور اسکے پاؤں زمین سے چار فٹ اونچے، گویا وہ ہوا میں معلق ہے اور زور زور سے رو رہا ہے حالات سے محسوس ہوا کہ یہ کوئی آسیبی معاملہ ہے اس لڑکے کا باپ اور دیگر لوگ حیران و ششدر ہیں اور کسی قسم کی چارہ جوئی ان کی سمجھ سے باہر ہے اچانک ایک صوفی صاحب کے دل میں جرات پیدا ہوئی اور آگے

بڑھ کر اس نوجوان کی پنڈلی کو ہاتھ لگتے ہی وہ نوجوان دھڑام سے زمین پر گرا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر دم کیا تو وہ ہوش میں آ گیا۔ پھر اس کے قدموں سے چلا کر اس کی دکان کے آگے پڑی چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ سب لوگ باہم دیکھنے اور پوچھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے جو کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ ان سب کو تسلی دیتے ہوئے صوفی صاحب مع ہمرہیوں کے گیٹ کی طرف چل پڑے۔ ابھی چند قدم رکھے تھے کہ وہ نوجوان چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس نے بڑے زور سے آواز دی۔ او صوفی صاحب، بات سنو! یہ آواز بڑی گرجدار تھی کہ لوگ پھر سے مخاطب ہو گئے۔ صوفی اور اسکے ہمراہیو نے پلٹ کر دیکھا تو وہ نہایت متکبرانہ انداز میں قل تنا ہوا کھڑا آنکھوں سے انگارے برسا رہا ہے۔ جبکہ صوفی بیچارا ہکا بکا کھڑا یہ منظر دیکھ رہا ہے۔ وہ گرج کر بولا۔ ''ادھر آؤ میرے پاس''۔ صوفی نہ جانے کیا کر جاتا، مگر خدائے رحمٰن نے اس کے قلب کو ہمت دی اور اس کے بزرگوں کی دعائیں اس کے آڑے آئیں۔ صوفی بھی اس طرح گرج کر بولا ''تم میرے پاس آؤ''۔ وہ مزید بگڑ کر بولا۔ ''تم نے میرے چار ساتھی ہلاک کر دیے ہیں مگر کوئی بات نہیں، میں تو ابھی زندہ ہوں اور میرے پیچھے بہت سے زندہ ہیں۔ کس کس کو مارو گے۔'' سب لوگ حیران کہ یہ عجیب فقرات ہیں کوئی بھی مرا ہوا نظر نہیں آیا۔ پھر یہ بہتان بازی کیسی۔ پھر وہ صوفی سے کہنے لگا کہ ''میرے قریب آؤ اور مجھ سے گلے ملو، سینہ ملاؤ تا کہ میں تمہیں معاف کر کے اپنا دوست بنا لوں اور پھر تمہیں اپنی عنایات دوں۔ مجھے تو تم پر بہت ترس آ رہا ہے کہ تم اتنی قلیل تنخواہ میں کیسے گذران کرتے ہوگے۔ دنیا میں رہنے کیلئے مال و دولت بہت ضروری ہے اور اس کا حصول کوئی مشکل بھی نہیں۔'' صوفی نے پوچھا کہ ''وہ کیسے'' وہ کہنے لگا ''تم اپنے آستانہ میں بیٹھ

رہنا اور مریضوں پر دم جھاڑتے رہنا۔ یہ مریض لانا اوران سے نذر و نیاز دلانا میرا کام ہوگا۔ کوئی کمی نہ رہے گی۔ مرد و زن کے ہجوم، اجناس ورقوم، گائے بھینس، خادم، خادمائیں ہر وقت خدمت کیلئے۔ الغرض ہر طرح کا سکھ حاصل ہوگا۔ یہ سب طرح کی عنایات ہم اپنے دوستوں کو ہمیشہ دیتے آئے ہیں۔ بس تم جلدی کرو مجھ سے سینہ ملاؤ اور ہر غم سے نجات پاؤ"۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ دائیں بائیں پھیلا دیئے۔

صوفی نے چندے توجہات کے بعد کہا کہ" یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ میں کسی سلسلہ سے منسلک ہوں اور ہمارے استاد محترم بھی زندہ ہیں۔ پس ان کی اجازت کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتا۔" وہ کہنے لگا" ہاں ہاں میں آپ کے استاد حضرت اللہ یار خانؒ صاحب کو بخوبی جانتا ہوں تب ہی تو یہ عنایات و مہربانیاں کر رہا ہوں۔ حالانکہ تم میرے چار ساتھیوں کے قاتل ہو۔ مگر میں پھر بھی تم پر احسان کر رہا ہوں کہ تم ایک بہت بڑی ہستی کے شاگرد ہو۔" صوفی اس کے پینترے پر اندر ہی اندر سٹپٹایا کہ آج تک جو کچھ پڑھا اور سیکھا تھا آج اسکے الٹ ہو رہا ہے۔ دل میں توجہ کی اور جو کچھ یاد آیا وہ پڑھا۔ اس خاموشی کو وہ نیم رضا سمجھ کر اپنی جگہ سے کاٹھ کے گھوڑے کی طرح قدم بڑھاتا ہوا صوفی کے قریب آن کھڑا ہوا، اور کہنے لگا" لو میں خود ہی تمہارے پاس آ گیا ہوں۔ جلدی گلے ملو میں نے اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں"۔ اور پھر قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ صوفی نے جھنجھلا کر سکوت توڑا اور کہا" ان سب باتوں کے حوالہ سے تو تم مجھے شیطان لگتے ہو۔" اس کے جواب میں وہ بڑی تحمل مزاجی سے بولا" نہیں نہیں، ہرگز نہیں میرا تعلق تو داتا صاحب کے بیچ سے ہے۔ تمہیں بھول گئی

ہے۔ میں ایسا ویسا نہیں۔ پھر سن لو میں تو داتا صاحب میں سے ہوں۔ اور اگر یہ کچھ چاہتے ہو تو میری ایک کرامت ابھی ابھی سب لوگ دیکھ لو۔'' یہ کہہ کر اس نے تمام سامعین کو بھی مخاطب کیا کہ'' تم سب خود فیصلہ کر لینا کہ میں کون ہوں تمہارے بھلے میں ہوں یا برے میں۔'' یہ کہہ کر وہ صوفی صاحب کے آگے جھک گیا اور ایک ٹانگ بڑھا کر گھوڑا نما بن گیا۔ اور صوفی سے کہا کہ'' مری پیٹھ پر بیٹھو اور نظارہ دیکھو۔ چند منٹ سب لوگ یہیں ٹھہریں میں ان کو جنت کے باغات کی سیر کرا کے عجیب عجیب پھل کھلا کے اور آپ کے لئے میوے لیکر آتا ہوں۔ پھر آپ خود فیصلہ کر لینا کہ میں کون ہوں'' جنت کے میووں کا سن کر لوگوں کے منہ میں پانی آ گیا اور ادھر صوفی کی جان جوکھوں میں تھی۔ ناچار اسی سوچ بچار میں صوفی کی نگاہ اپنے سابقہ مطالعہ کے اس واقعہ پر گئی کہ حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک نافرمان شاگرد ایک ابلیس شیطان کے ہاتھ چڑھا اور وہ اسے اونٹ پر بٹھا کر مجلس کے ذکر کے بجائے جنت کی سیر کو لے جانے لگا تھا۔ پھر اس کا انجام کیا ہوا۔ صوفی اندرون خانے جاگا، غیبی مدد ہوئی اور حوصلہ کر کے بولا'' اچھا یہ بتائیں کہ اس دوستی کے عوض تم مجھ سے کیا چاہو گے۔'' وہ کہنے لگا'' کچھ نہیں بس کچھ بھی نہیں تم عیش کرنا اور دھرتی پر مزے لوٹنا اور یہ ذکر فکر کرنے کرانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔ کیونکہ تمہارے حالات درست ہو جائیں گے۔ ہر طرف خوشحالی اور فراوانی ہوگی۔۔ بس سکھ سے رہنا اور مجھے دعا دینا۔'' صوفی نے کہا'' پھر تو ایسا لگتا ہے کہ یہ آستانوں اور درباروں وغیرہ کی سج دھج اور رونقیں تمہاری ہی مراعات میں سے ہیں'' وہ جھٹ سے بولا'' ہاں ہاں ہم نے ہی انہیں سب طرح کے مفاد سے نواز رکھا ہے جبکہ حق دوستی بھی یہی ہے۔ اس سینے سے لگو اور انعام پاؤ۔ یہ باتیں وہ

گھوڑا نمائی حالت میں کرتا رہا،صوفی پر خدا تعالیٰ کی رحمت اور بزرگوں کی دعا شامل حال رہی اور اس گھوڑے پر سوار ہونے کے بجائے اسکے منہ سے یہ کلمات یوں ادا ہوئے ''اب تو بالکل پکا یقین ہو گیا کہ تو واقعی شیطان لعین ہے۔''

یہ سنتے ہی وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور سخت برہم ہو کر ہونٹوں میں بڑبڑانے لگا۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں آگ کے انگارے برس رہے تھے جنہیں دیکھ کر سب حاضرین گھبرا گئے۔ پھر وہ بولا ''تم بڑے بدنصیب ہو،جس نے میری طرف سے اتنی بھاری مراعات کو ٹھکرا دیا ہے۔ میں اس پورے علاقے کا انچارج ہوں۔ تم نے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے میں تمہیں کبھی سکھ سے نہ سونے دوں گا۔ تمہارے پورے خاندان اور اولاد تک کو باغی بنا دوں گا۔ بلکہ ہر آدمی کو تم سے باغی بنا دوں گا۔ کسی کو اپنا غم خوار نہ پاؤ گے۔ زندگی بھر سکھ کا سانس نہ لے سکو گے۔'' پھر اپنے منہ پر بایاں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ ''آج ہی تم سو کر دکھانا'' پھر اس طرح کے سخت فقرات خوفناک آواز میں ادا کرتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا دور چلا گیا۔ اور لوگ مبہوت سے ہو گئے۔ صوفی بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کمرہ میں چلا آیا۔ رات کافی ہو گئی تھی۔ دکھ کا ابتدائیہ یوں شروع ہوا کہ ٹیم کے تمام ساتھی اپنی اپنی چارپائیاں اٹھا کر کر معمول کے خلاف مختلف سمتوں میں چلے گئے کہ کہیں ہم کسی خوفناک حادثہ کا شکار نہ ہو جائیں۔ مشہور قول ہے کہ ''بنی بنی کے سب بگڑی کا کوئی نہیں۔'' آخر کار صوفی صاحب چاروناچار معمول کے مطابق کلام اللہ کا حلقہ بنا کر اپنے سینہ پر دم کر کے لیٹ گیا۔ نیند کا نام ونشان تک نہیں۔ کچھ یاد پڑا اور ربط شیخ اقربیت پر کیا۔ تمام ماجرا دہرا دیا۔ کچھ تو دل کی بھڑاس نکلی آخر

نیند آ گئی۔ رات کے کسی حصہ میں حضرت جیؒ نے بتایا کہ "یہ بڑا خناس جن ہے اس علاقے کا سب سے شریر ترین عفریت ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ رعایت کی ہے اس کی پٹائی کر دینی تھی وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" پھر ذرا شفقت سے فرمایا "عزیزم یاد رکھو کہ صاحب ذکر سے بڑھ کر قوی کوئی نہ ہے۔ آئندہ خیال رکھنا۔ اس ملعون نے اپنا وار ایک چٹان سے کیا تھا مگر کلام الٰہی بفرمان نبوی ﷺ آڑے آ گیا۔ ان وظائف کو کبھی نہ بھولنا۔"

آنکھ کھلی تو بے حد مسرت ہوئی۔ حضرت جیؒ کی طرف مبشرات نے دل باغ باغ کر دیا دوسرے دن پہلی فرصت میں اس دکان پر جا کر اس کا پتہ کیا تو اس کے باپ نے بتایا کہ گزشتہ رات بارہ بجے کے قریب وہ اپنے ایک دوست کو یہ کہہ کر کہیں چلا گیا کہ میرے باپ کو بتا دینا کہ وہ میرا انتظار نہ کرے اب میں اس شہر میں نہیں رہ سکتا۔

کامل نظر (2)

سلسلہ ہذا میں ساتھیوں کے روز افزوں اضافہ نے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کرادی تھی کہ مرکز دار السالکین اویسیہ کے لئے زمین خریدی جائے۔ حضرات اکابرین سے بھی کئی بار اس کے بابت مشورے اور دعائیں کرائی گئیں۔ چار و ناچار جماعت کے غریب ساتھیوں نے تھوڑی تھوڑی رقوم جمع کر کے ساڑھے دس مرلہ کا پلاٹ خرید ہی لیا۔ اور اگلے سال جب اکابرین (حضرت محمد احسن بیگ مدظلہ اور حضرت سید بنیاد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی) اجتماع میں تشریف لائے تو ان کو یہ پلاٹ دکھایا گیا۔ دونوں اکابرین نے اس زمین پر کھڑے ہوکر خصوصی دعا فرمائی بعد ازاں مذکورہ اکابرین حضرات نے اس پلاٹ کے ساتھ ہی مزید ساڑھے دس مرلہ کی خرید کا اعلان فرمایا۔ اور اس کی رقم بھی جلد ہی حضرت محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ نے ارسال فرمادی۔ اس طرح کل اکیس مرلے زمین بہ رقبہ 84x67 فٹ جس کے شرقاً غرباً دو اطراف گلیاں تھیں خرید لی گئی۔

کچھ دنوں بعد حضرت محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ العالی نے مزید کچھ رقم سے اعانت فرمائی اور کچھ رقم یہاں کے ساتھیوں نے مل کر جمع کی اور بڑی جدوجہد کے ساتھ برساتی وطوفانی بارش کے پانی سے نمٹ کر نقشہ کی تمام بنیادیں زمین سے چھ فٹ کی بلندی تک ٹھوس میٹریل سے تعمیر کے لئے کئی لاکھوں درکار.........پھر اس میں

بھاگ دوڑ، تعاون اور افرادی سوچ وبچار کے لئے کسی ساتھی کے پاس وقت ہی نہیں۔
سب کے سب غرباء اپنی اپنی مزدوری وملازمت کے چکر میں رواں دواں۔ اکیلی جان
پر بڑا صدمہ بڑا فکر کہ ہائے یہ کیا چھیڑ بیٹھا جو بس کا ہی نہیں۔ مرکز کی چہار جانب
بنیادیں چھ فٹ بلند کھڑی ہیں۔ صبح جا کر دیکھتے ہیں کہ قرب وجوار کے لوگ ویرانے
میں آڑ دیکھ کر فراغت کا گند بھرنے لگے ہیں۔ ناچیز کو مزید ایک اور ناگہانی فکر لاحق
ہوئی۔ اور ساتھی بھی پریشان کہ اپنی ساری پونجی لگ گئی اور غریب ساتھی بھی اپنی اپنی
استعداد کے مطابق حصہ ملا چکے۔ اور کچھ پتھر دل دولت مند پہلے ہی مخالف ہیں ان سے
کچھ مانگو تو اپنے انگوٹھے تلے دبانے، کام کم اور باتیں زیادہ بنانے اور صرف اپنی ذاتی
شہرت حاصل کرنے کو تیار۔ صبر کرنے کی بہت کوشش کی مگر نہ ہوسکا اور سوچنے لگا کہ کاش
یہ چھ فٹ کی بنیاد نہ تیار کراتے تو اچھا ہوتا۔ یہ گندگی تو نہ پھیلتی۔

آخر کار فروری **1999**ء کی ایک صبح راقم الحروف کے دل میں یہ خیال اٹھا
کہ آج تمام جماعت کو حضرت جیؒ (مرشدنا حضرت مولٰنا اللہ یار خانؒ) کے روبرو پیش
کر کے حاجت براری کی دعا کرائی جائے اور کامل نظر سے استفادہ چاہا جائے۔ کیونکہ
یہ کام تو دین کا ہے اور مثل مشہور ہے کہ بن مانگے تو ماں بھی دودھ نہیں پلاتی۔ مغرب کی
نماز پڑھی گئی سب ساتھی آ گئے تو دل لگا کر ذکر اللہ کیا گیا پھر مراقبہ اور دعا خصوصی کی گئی
۔ پھر کچھ نئے ساتھی چلے گئے تو باقی ساتھیوں کے ساتھ اقربیت سے آستانہ مرشد آباد
میں مراقباتی حاضری دی گئی........ پھر تعمیر مرکز کی ضروریات کے بابت حضرت جیؒ
کے حضور گوش گزاری کے بعد خصوصی دعا کے لئے عرض کیا گیا۔ رقت آمیز دعا ہوئی

اور قلبی بوجھ ہلکا ہوا........

اگلے ہی چند روز میں رقوم کا تانتا بندھ گیا۔ کہیں سے دس ہزار، کہیں سے پانچ ہزار، کہیں سے سات ہزار اور کہیں سے دو ہزار کے پیکٹ نہ جانے کس کس سے اور کہاں کہاں سے ملنا شروع ہو گئے۔ مساجد میں آ کر، گھر آ کر، راہ چلتے چلتے، بغیر بتائے، نام بتانے کی ممانعت، لکھنے کی ممانعت کے ساتھ رقم ملنے لگی۔ اکثر یہ کام مغرب وعشاء کے دھندلکے میں ہوتا۔ ہم سب ساتھی حیران، مگر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی کرتے رہے۔ ناچیز دوسرے تیسرے دن خازن جماعت کو بعد از ذکر مغرب اس آمدنی کے بنڈل پکڑانے لگا۔ اور ان کو ہدایت کی کہ یہ رقوم اپنے ایک رجسٹر پر آمدنی اور خرچ کے خانہ میں شمار کرتے جاؤ۔ اور تعمیری میٹریل جلد سے جلد مرکز پہنچاتے رہو۔ مستری مزدور لگ گئے کام شروع ہو گیا۔ ساری جماعت محو حیرت ہے اور کامل نظر اپنا کام کر رہی ہے۔

بقول استاد مغاں مدظلہ العالی۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست　　　　دست او جز قبضہ اللہ نیست

فروری ۱۹۹۹ء سے اپریل ۱۹۹۹ء تک تقریباً تین ماہ میں تین سے چار لاکھ روپے غیبی مدد سے مرکز دارالسالکین نقشبندیہ اویسیہ کی ابتدائی تعمیر کی تکمیل عمل میں آئی۔ جس میں چھ فٹ کھڑی بنیادوں کی مٹی سے بھرائی، چار فٹ کا راستہ جو مین روڈ سے

مرکز تک ملا کر درست کیا گیا۔ میٹھا پانی کا کنکشن، دو باتھ روم 61/2، فٹ بلند چار دیواری پردہ، چھوٹا و بڑا گیٹ لوہا 32x12 فٹ ایک لمبا برآمدہ، خادم کا رہائشی کمرہ، بجلی و پانی کا لے آؤٹ، مرکز کے باہر چوطرفہ پشتی کہ برساتی پانی نہ ٹکرائے، مرکز کے بالکل سامنے کا دس مرلہ کے پلاٹ (برائے کار پارک و دیگر امور) کی سائی کی ادائیگی نیز مرکز کے قرب میں آبادی کے لئے ساتھیوں کو تیار کرنا کہ وہ یہاں آباد ہو کر اس مرکز کو آباد کریں۔ اس پر ایک خاص بیان ہوا جسے سن کر چودہ ساتھیوں نے اپنے اپنے نام پر چودہ پلاٹ کا قبضہ حاصل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلد تعمیر کرنے اور آباد ہونے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

☆ چند اہم باتیں ☆

۱۔ کہ جماعت کے کسی فرد کے پاس تعمیر مرکز کے کام کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت بھی نہیں۔کوئی ناچیز سے ملنے آ بھی جاتا تو اتنی بڑی کریش ورک کو دیکھ کر معذرت کے ساتھ ہاتھ ملا کر چلتا بنتا۔

(مگر چند ایک طلباء نے کبھی کبھی ایک دو گھنٹہ آ کر ناچیز سے تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین)

۲۔ راقم الحروف کبھی کبھی سوچنے لگتا کہ ہائے اللہ اتنا بڑا کام اور منتظم افرادی قوت.....؟ دو دو مستری اور چھ چھ مزدور کا روزانہ کام، میٹریل کی سپلائی شہر سے باہر اور نگران ظاہری صرف ناچیز............مگر بزرگوں کی شفقت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کارفرما تھی، حوصلہ بڑھتا گیا۔

۳۔ ایک دن یوں ہوا کہ ہفتہ سے جمعرات تک چھ یوم کی مزدوری جو کئی ہزار بنتی تھی اور شام کو ادا کرنی تھی اور راقم کے پاس صرف چند روپے تھے۔ بڑی سوچ میں تھا کہ آج ہفتہ بھر کی مزدوری کی ادائیگی کیسے کروں گا۔ یا پھر کونسا بہانہ بناؤں گا اللہ خیر کرے۔ظہر کی نماز قریب ہی بنائی گئی مسجد میں پڑھی۔مستری مزدور دوپہر کا وقفہ ختم کر کے کام پر لگ گئے تھے۔ناچیز نے نماز کے بعد شیخ کاملؒ کی معیت میں مرشد آباد حاضری دے کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور گڑ گڑا کر دعا کی۔پھر وہاں سے اٹھ کر مزدوروں کا ہاتھ بٹانے لگا۔اتنے میں سائیکل پر سوار ایک ساتھی تیزی سے آ کر ناچیز سے کہنے لگا کہ حضرت یہ لو، یہ رقم کہیں باہر سے آئی ہے۔میں پھر آپ کو بتاؤں

گا۔میری دکان پر کوئی نہیں ہے خالی چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ ناچیز نے وہ بنڈل کھولا، تو ساڑھے تین ہزار روپے، دس دس، پچاس پچاس اور سو سو کے نوٹ تھے۔ گویا مزدوروں کو دینے کے لئے رقم بھی بھنوا کر بھیجی گئی ہے۔ یہ سارا ماجرا دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے تخلیہ کر کے شکرانہ ادا کیا اور آنسو خشک کیے۔

؎ مجھے سہل ہو گئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ، ہاتھ میں آ گیا تو چراغ راہ کے جل گئے

کیسے بتاؤں کہ میرے راہبر، میرے مرشد، میرے شیخ، میرے مربی، میرے روحانی پیشرو اور میرے کامل و اکمل استاد محترم، حضرت جیؒ کی شفقت کس طرح ہم ناہنجاروں پر نچھاور ہو رہی ہے۔ ایسی شفقت و الفت تو ہم نے کبھی اپنی ماں کی گود میں بھی نہ پائی تھی۔ لوگوں سے بتانے کو، خوب سنانے کو، پکار پکار کر کہنے کو، اشتہار دینے کو، ڈھنڈورا پیٹنے کو جی چاہ رہا تھا۔ مگر اس انمول سچائی کو کب تک چھپاؤ گے۔ لوگ روایتاً مرشد پکڑتے ہیں، پیر مانتے ہیں، راہنمائی کے درس لیتے اور دیتے ہیں، میلے اور عرس مناتے ہیں کہ وہ صرف روایات کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ مگر یہ مرشد کیسے ہوتے ہیں اور ہمیں کیسا مرشد ملا ہے، کبھی سوچا بھی نہ تھا، کبھی جانا بھی نہ تھا۔

؎ یوں تو میخانے میں جو ہے مست ہے مدہوش ہے
آنکھ ساقی سے ملی، جس کی وہی مے نوش ہے

اندھادل اوراس کا علاج

اندھادل جسے قلب سقیم کہتے ہیں۔اسکی مندرجہ ذیل علامات بتدریج دیکھنے میں آئیں گی۔

☆ سنت مصطفوی کا تارک اور بدعات کا موجد ہوگا ☆ گناہ کو گناہ نہ سمجھ پائے گا۔
☆ گناہ میں لذت محسوس کرے گا۔ ☆ برائی پر فخر کرے گا۔
☆ نیک شعار لوگوں سے نفرت کرے گا۔ ☆ سلف صالحین پر تبرا کرے گا۔
☆ مرنے کے بعد کی زندگی کا قائل نہ ہوگا۔

یادرہے! کہ دل انسان کے پورے جسم کا حاکم ہے۔قرآن حکیم میں اللہ کریم نے تقریباً 16 مقامات پر دل کی مختلف بیماریوں اور خوبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔مثلاً فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ اعمالِ بد کیوجہ سے دلوں پر زنگ چڑھ جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے انسانوں کو حق بات بھی افسانہ ہی نظر آتی ہے بلکہ ان لوگوں کے دلوں پر انکے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے"۔(المطففین)

پھر فرمایا"جو عبرت حاصل نہ کرے اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے۔کتنی ہی خطا

کار بستیاں ہیں۔جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں۔ کتنے ہی کنویں بیکار اور محل کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں؟ کہ ان کے دل سمجھنے والے یا انکے کان سننے والے ہوتے۔حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں۔جو سینوں میں ہیں۔" (الحج)

اسی بیان کے ساتھ ساتھ اللہ کریم نے ان مریض دلوں کی شفاء کا علاج بھی خود ہی قرآن مجید میں فرمایا کہ" اللہ کا ذکر کرنیوالا دل ہی مطمئن ہوتا ہے۔خوب غور سے سن لو کہ اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔" (الرعد)

پس معلوم ہوا کہ اللہ کے ذکر ہی سے مریض دل مشفا ہوتے ہیں اور دل کو بینائی حاصل ہوتی ہے۔کیا خوب فرمایا ہے۔

؎ دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

☆صحبت شیخ کی ضرورت☆

اس علم سے کیا فائدہ جس پر عمل نہیں؟
اور اس عمل سے کیا نفع جس میں اخلاص نہیں؟

اور اخلاص ایک خطرناک راستے کے کنارے پر ہے
اب بتلا! تجھے عمل کے لئے کون اٹھائے گا؟

ریا کا زہر جو تیرے اندر بھرا ہوا ہے، کون اس کا علاج کرے گا؟
اور اخلاص حاصل ہو جانے کے بعد تجھے بے خوف و خطر

راستہ کون بتلائے گا؟

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ط

پس جاننے والوں سے پوچھو، اگر تم نہیں جانتے۔ (القرآن)

''اور یہ جاننے والے مشائخ کرام ہیں اور ان سے پوچھنا بھی حقیقتاً وہ مفید ہے جو ان کی صحبت کے ساتھ ہو''۔

رُوحانی تربیتی اجتماع

مُرشدآباد کے سالانہ روحانی تربیتی پروگرام کے شب وروز

☆ نمازتہجد	بوقت تہجد	(بلحاظ موسمی وعلاقائی اوقات کار)
☆ معمول تہجد	بوقت تہجد	//
☆ نمازفجر	بوقت فجر	//
☆ بیان شیخ المکرّم	بعدازنمازفجر	//
☆ اشراق	بوقت اشراق بعدازبیان	//
☆ ظاہری بیعت	بعدازاشراق	//
☆ چائے	تقریباً صبح ساڑھے سات بجے	//
☆ صحبت شیخ ومذاکرہ	تقریباً نو بجے دن	//
☆ طعام دوپہر	گیارہ بجکر پنتالیس منٹ	//
☆ نمازظہر	ایک بجکر تیس منٹ	//
☆ معمول خصوصی	بعدازنمازظہر	//
☆ نمازعصر	بوقت عصر	//
☆ صحبت شیخ ومذاکرہ	بعدازنمازعصر	//
☆ طعام شام	قبل ازغروب آفتاب	//
☆ نمازمغرب	بوقت مغرب	//
☆ معمول مغرب مع بیان وطریقہ معمول	بعدازنمازمغرب	//
☆ نمازعشاء	تقریباً ساڑھے آٹھ بجے رات	//
☆ صحبت شیخ ومذاکرہ	بعدازنمازعشاء	//
☆ نوم	بعدازصحبت شیخ ومذاکرہ	//

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

۱......الٰہی بحرمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲......الٰہی بحرمتِ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۳......الٰہی بحرمتِ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

۴......الٰہی بحرمتِ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

۵......الٰہی بحرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۶......الٰہی بحرمتِ حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۷......الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

۸......الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا ابوایوب محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

۹......الٰہی بحرمتِ حضرت سلطان العارفین خواجہ اللہ دین مدنیؒ

۱۰......الٰہی بحرمت حضرت مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۱......الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ

۱۲......الٰہی بحرمتِ حضرت ختم خواجگان خاتمہ من وخاتمہ حضرت محمد اکرم اعوان
بیگ وحضرت سید بنیاد حسین بخیر گرداں

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

دینی و دنیوی جائز مقاصد کے حصول، ازالہ بلیات، حلِ مشکلات وقضائے حاجات کیلئے سحری کے معمول (ذکر الٰہی) کے بعد سلسلہ خواجگان نمبر گیارہ تک پڑھکر بکمال خشوع وخضوع واستحضار قلب دعا مانگے۔ بفضلہٖ تعالیٰ مستجاب ہوگی۔ عام حالات میں حصول برکات وتقویت نسبت کیلئے پڑھے تو بارہویں سطر بھی شامل کرلے۔ اللہ کریم اپنے فضل وکرم سے خاتمہ بالایمان فرمائیں گے۔